جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

نگران

مولانا سید رشید میاں مدظلہ

مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

اکتوبر ۱۹۹۷ء

جمادی الاُخرٰی ۱۴۱۸ھ

پانچ چیزیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (۱) سرگوشی اور خفیہ بات چیت سے تمام بھیدوں کی حفاظت ہوتی ہے (۲) صدقہ مال و اسباب کو چوری اور لوٹ سے محفوظ کر دیتا ہے (۳) اخلاص نیت سے اعمال کی حفاظت ہو جاتی ہے (۴) سچائی اور راست روی سے اقوال کی نگہداشت ہوتی ہے (۵) اور مشورہ سے آراء اور تدابیر کی حفاظت ہو جاتی ہے اور کسی تجویز کی بابت جب مشورہ کیا جاتا ہے تو اس کا نقص دور ہوتا اور خلا پُر ہوتا ہے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، مترجم، ص ۱۲۹)

ختمِ خریداری کی اطلاع

ایسے تمام خریدار حضرات جن کی مُدّتِ خریداری ماہ ستمبر میں ختم ہو چکی ہے وہ آئندہ سال خریداری جاری رکھنے کے لیے سالانہ چندہ مبلغ ایک سو دس روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" کو ارسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۶ | جمادی الاُخریٰ ۱۴۱۸ھ ـ اکتوبر ۱۹۹۷ء | شمارہ : ۱

مدیر

سیّد محمود میاں

مدرّس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۰ روپے	سالانہ	۱۱۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات	"	۴۵ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	"	۱۰ امریکی ڈالر
امریکہ افریقہ	"	۱۶ ڈالر
برطانیہ	"	۱۷ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ

ماہ . . . سے آپ کی مدّتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ

جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

کوڈ...۵۴ فون ۷۷۲۴۳۷۳-۲۰۱۰۸۶

فیکس نمبر ۷۷۲۶۷۰۲ - ۴۲ - ۹۲

○

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ——— ۳

درسِ حدیث ——— حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ ——— ۱۳

مقاصدِ شریعت ——— حضرت مولانا قاری محمّد طیّبؒ ——— ۱۷

حیلے اور بہانے ——— حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری ——— ۲۵

الخلیفۃ المہدی ——— شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ ——— ۲۹

فضائل سورہ اخلاص ——— مولانا عبد الحفیظ صاحب ——— ۴۴

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم ——— شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ ——— ۴۹

حاصل مطالعہ ——— مولانا نعیم الدّین صاحب ——— ۵۶

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد. قومی جریدہ روز نامۂ جنگ میں مشہور کالم نگار محترم جناب مُنّو بھائی کا کالم "گریباں" کے نام سے شائع ہوتا ہے. راقم باقاعدہ تو نہیں کبھی کبھار اس کالم کو شوق سے پڑھتا ہے. کالم نویسی میں جناب منّو بھائی ممتاز حیثیّت رکھتے ہیں آپ کے کالم ملکی اور عالمی ہر سطح پر بہت دلچسپ ہوتے ہیں جن سے کسی موقع پر اختلاف تو کیا جا سکتا ہے، مگر اُن کے منفرد اسلُوب تحریر سے انکار بہت مشکل ہے گزشتہ ماہ ستمبر میں جناب منّو بھائی کا ایک طویل کالم نظر سے گزرا جو چار اقساط پر مشتمل ہے. یہ اقساط بالترتیب پاکستان کا مستقبل؟ سامراج کی دیوار، بات پہنچی تری جوانی تک' کے زیرِ عنوان ہیں دراصل اس کالم میں منّو بھائی نے انگریزی کے قومی اخباروں میں سے ایک اخبار میں پاکستان کے مستقبل کے بارے میں شائع ہونے والی رائے پر تبصرہ فرمایا ہے جس کا اظہار پاکستان کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقع پر امریکی یونیورسٹی کے پاکستانی اُستاذ جناب ڈاکٹر اے ایچ اختر صاحب نے فرمایا ہے. بقول منّو بھائی اپنے تجزیے میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ "پاکستان کے عوام پسند کریں یا ناپسند کریں، مگر پاکستان کا سیاسی، معاشی، ثقافتی اور دفاعی مستقبل ہندوستان سے وابستہ ہے." ہم ڈاکٹر صاحب کی رائے پر منّو بھائی کی تحریر کو کافی سمجھتے ہُوئے اس پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے. البتّہ اتنی بات ضرور بطور جملہ معترضہ کے پیش کرتا ہوں کہ پاکستانی عوام دونوں مُلکوں کے درمیان تجارتی اور ثقافتی روابط کا فروغ چاہتے ہیں. عرصہ سے جاری تناؤ کی صُورتِ حال جس کے نتیجہ میں بھاری دفاعی اخراجات اور ٹیکسوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے. عوامی رجحانات میں انقلابی تبدیلی لا رہا ہے. اس سے قبل کہ رجحانات طلاطم کی شکل اختیار کر کے بے قابُو ہو جائیں فوری طور پر ایسا لائحہ عمل ترتیب دیا جائے کہ جس کے نتیجہ میں دفاعی اخراجات اور ٹیکسوں میں نمایاں کمی واقع ہو جائے اور مسلسل مہنگائی کی چکی میں پسنے والے عوام کی بُنیادی ضرورتیں پُوری ہوں تاکہ عوام سکون کا سانس لیں. دوسری صورت یہ ہے کہ ہندوستان سے کھلم کھلا اعلان جنگ کر کے علم جہاد بلند کر دیا جائے. پھر کشمیر نہیں بلکہ پُورا ہندوستان، ہمارا ہے." ہمارا نعرہ ہونا چاہیے. پھر دیکھیں کہ جہاد کی برکت سے یہی عوام اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں کیسے لٹاتے ہیں. . . . .

ہم اپنے مؤقر ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ منّو بھائی کے جاندار تبصرہ کو من وعن نقل کرتے ہوئے اُن بوریہ نشینوں تک پہنچا رہے ہیں جو ہمارے مغرب زدہ آقاؤں کے لیے مغرب سے طلوع ہونے والے اشارات کی تہ کو بخوبی سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں۔ بوریہ نشینوں کا یہ طبقہ تحریک پاکستان کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کے بہترین مفاد کے لیے بہت واضح اور مخلصانہ رائے رکھتا تھا اور پاکستان بن جانے کے بعد مُسلمانوں کے دلوں میں اس کا تقدس برقرار رکھنے کے لیے اس کو "مسجد" کی مانند قرار دیا جس کے بننے سے پہلے تو اختلاف رائے ہوسکتا ہے لیکن بعد میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ اب وہ "مسجد" ہے جو سب کے لیے قابلِ احترام بلکہ واجب الاحترام ہے۔ پاکستان کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقع پر ڈاکٹر صاحب موصوف کی رائے کیا ہمارے لیے خطرہ کی گھنٹی تو نہیں کیا وہ ہمیں پچاس سال قبل اللہ سے کیے گئے عہد کی مسلسل بدعہدی پر تنبیہ تو نہیں کہ اب بھی وقت ہے اپنی بداعمالیوں سے رجوع کا گناہوں سے توبہ کا دین پر چلنے اور اس کو نافذ کرنے کا خدائی احکامات کے آگے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو دیر کس بات کی انتظار کس چیز کا۔ اللہ کا وعدہ ہے۔ ان تنصر اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم لہٰذا غور فرمایئے اور سوچیے اب بھی موقع ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید . . . . بات لمبی ہوگئی یہیں پر ختم کرتا ہوں۔ اب محترم منّو بھائی کا کالم "گریبان" ملاحظہ فرمائیں۔ سیّد محمود میاں غفرلہٗ

پاکستان کا مستقبل؟

(۱)

انگریزی کے بڑے قومی اخباروں میں سے ایک اخبار میں ڈاکٹر سیّد ایچ اختر نے اپنی یہ ماہرانہ رائے پیش کی ہے، بلکہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ پاکستان کے عوام پسند کریں یا ناپسند کریں مگر پاکستان کا سیاسی معاشی ثقافتی اور دفاعی مستقبل ہندوستان سے وابستہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں بلکہ ان ہی لفظوں میں پاکستان کو اپنی علیحدہ "خود مختار" حیثیت ختم کرکے بھارت کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیے۔ متحدہ ہندوستان کا حصّہ بن جانا چاہیے اور "اکھنڈ بھارت" کے تقاضے پُورے کر دینے چاہییں۔ انگریزوں سے آزادی کی پہلی "گولڈن جوبلی" پر ڈاکٹر اختر صاحب کا یہ تجزیہ پاکستان کے حکمران طبقے پاکستان کے اصل حکمرانوں کی طرف سے اس کھلم کھلا اعتراف کی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ پاکستان کو ایک آزاد اور خود مختار ملک بنانے، پاکستانیوں کو ایک قوم کی صُورت دینے اور پاکستان کی سیاست، معیشت اور ثقافت کو چلانے اور اس کا دفاع کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں اور یہ اظہار بھی پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی ناکامی کے متوقع اور مخدوش خطرات اور نتائج سے خوفزدہ ہیں اور اُنہیں صاف دکھائی دینے لگا ہے کہ اس ملک میں کیا ہونے والا ہے۔ ان کے اپنے یا مغربی سرمایہ دار

ملکوں کے نظام کی ناکامی کی صورت میں کونسا یا کس قسم کا نظام معرضِ وجود میں آسکتا ہے۔ اس نئے نظام سے بچنے کے لیے وہ اپنے مُلک کو جسے وہ اپنی ملکیت سمجھتے ہیں واپس ہندوستان کے حوالے کرنے کو تیار ہوگئے ہیں۔

اپنے اس تجزیئے ماہرانہ رائے یا فیصلہ میں ڈاکٹر اختر صاحب جس حکمران طبقے کی ترجمانی فرمارہے ہیں، یہ وہی طبقہ ہے جو گزشتہ نصف صدی سے ہمیں "نظریہ پاکستان" کا درس دے رہا ہے، ایک "اسلامی معاشرے" کے قیام کی ضرورت پر زور دے رہا ہے۔ "ون نیشنل کنٹری" کو وجود میں لانے کی تبلیغ فرمارہا ہے۔ اسلامی سیاست، اسلامی معیشت، اسلامی آئین، اسلامی ثقافت کی باتیں کررہا ہے اور جس نے اپنی ان باتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس ملک پر ۲۶ سالوں کا مارشل لا بھی نافذ کیا ہے اور اس ملک کے ہزاروں لوگوں کے سر بھی قلم کیے ہیں اور پھر یہ وہی طبقہ ہے جس نے ۲۵ سال پہلے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر دو قومی نظریہ کو پھانسی پر لٹکایا اور اب ۵۰ سال بعد مولانا ابوالکلام آزاد کی اس پیشین گوئی کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ۲۵ سال بعد مشرقی اور ۵۰ سال بعد مغربی پاکستان ختم ہو جائے گا۔

اس حکمران طبقے سے اس رولنگ کلاس سے پوچھا جاسکتا ہے اور پوچھنا بھی چاہیے کہ کیا "تحریکِ پاکستان" ایک ڈھونگ تھی؟ کیا "نظریہ پاکستان" کوئی ڈھکوسلہ تھا؟ کیا "آزاد اور خود مختار ریاست" کا قیام محض ایک دھوکہ تھا؟ اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے یا کیا جاتا رہا ہے محض ایک فریب تھا؟ کیا پاکستان محض بڑی زمینداریاں اور جاگیریں بچانے کے لیے بنایا گیا تھا؟ کیا پانچ ہزار سالوں میں تربیت پانے والی پاک ہند تہذیب کو محض چند نوابوں اور جاگیرداروں اور بڑے زمینداروں کے مفاد میں کاٹا گیا تھا اور کیا لاکھوں جانوں کی قربانی محض اس لیے دی گئی تھی کہ نصف صدی کے امیرانہ عیاشیوں سے لُطف اندوز ہونے اور لٹے پٹے لوگوں کو دوبارہ لُوٹنے کے بعد یہ ملک واپس ہندوستان میں شامل کر دیا جائے اور وہ بھی اس لیے کہ مزید لوٹ کھسوٹ کی گنجائش نہیں رہی اور عوام نے حکمرانوں اور حکمران طبقے کو آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں اور وہ سرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی کے بعد دوسرے نظاموں کی طرف دیکھنے لگے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کبھی آزاد اور خود مختار نہیں ہوسکا۔ پاکستانیوں کو کبھی ایک قوم نہیں بننے دیا گیا۔ پاکستان کو وجود میں آتے ہی مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے حوالہ کر دیا گیا۔ بعض کے نزدیک پاکستان کو معرضِ وجود میں ہی اس لیے لایا گیا تھا کہ ملکی اور غیر ملکی حکمران طبقے کو ایک "آزاد منڈی" مل سکے جس میں وہ

اپنی مادر پدر آزادیوں کا مظاہرہ کر سکیں۔ چودھری محمد علی سے محمد شعیب تک، ڈاکٹر محبوب سے معین قریشی تک اور شاہد جاوید برکی سے سرتاج عزیز تک ملک کی معیشت کو سنوارنے کا فریضہ انجام دینے والوں میں سے کسی میں بھی اتنی ہمت اور جرأت نہیں تھی کہ وہ "منڈی کی معیشت" میں اپنے سامراجی آقاؤں کا مقابلہ کر سکیں، چنانچہ پاکستان شروع سے ہی امریکی مفادات کے "یتیم خانہ" میں داخل کیا گیا، جہاں اس کی پرورش اور نگہداشت کے فریضے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے پاس تھے جنھوں نے اس ملک کو انگریزوں کی صدیوں کی لوٹ کھسوٹ سے زیادہ لوٹا۔ اس سے دُنیا بھر میں بھیک منگوائی۔ اس کو ۲۵ سال کی عمر میں اپاہج بنا دیا گیا۔ اس کا بال بال قرضوں میں جکڑ دیا گیا۔ اس کا ایک چھوٹا سا ثبوت یہ ہے کہ یہ ملک آج اپنے عوام کی صحت پر قومی آمدنی کا صفر اعشاریہ سات فیصد خرچ کرتا ہے جبکہ ۱۹۵۱ء میں صحت پر خرچ قومی آمدنی کا تین اعشاریہ پانچ فیصد تھا۔

اس ملک کی قومی ترقی شروع کے دس سالوں میں اوسطاً ۶.۷ فیصد، دوسری دہائی میں ۷.۲ فیصد، تیسری دہائی میں ۵.۶ فیصد چوتھی دہائی میں ۶.۱ فیصد اور پانچویں دہائی میں صرف ۱.۳ فیصد ہے۔

---

(۲)

حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ پاکستان کے گولڈن جوبلی سال کے گولڈن جوبلی مہینے کی تاریخوں میں ایک انگریزی اخبار میں یہ تحریر چھپی ہے کہ پاکستان کے لوگ پسند کریں یا نہ کریں پاکستان کا سیاسی معاشی معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی اور دفاعی مستقبل ہندوستان سے وابستہ ہے۔ ڈاکٹر سیّد ایچ اختر کی یہ تحریر پاکستان کے حکمران طبقے کی ترجمانی ان کی اپنی "پدری زبان" میں کرتی ہے۔ یہی بات اگر خدانخواستہ گولڈن جوبلی سال سے پہلے ہمارے جیسے کسی عام آدمی کے منہ سے نکلی ہوتی تو اس پر ملک اور قوم اور نظریہ پاکستان سے غدّاری کا مقدمہ چل رہا ہوتا اور اس بات میں اگر حکمران طبقے کی ترجمانی شامل نہ ہوتی تو معاملہ دہشت گردی کی عدالت میں بھی جا سکتا تھا، کیونکہ دہشت گردی کے انسداد کے لیے بنائے گئے نئے قانون میں ایسی باتیں زبان پر لانا یا قلم سے نکالنا دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے۔ ویسے، ہم جو آزادی اظہار پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسی باتوں کی اشاعت کے خلاف نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایسی باتیں منظرِ عام پر آئیں گی تو ان کا تجزیہ ہوگا اور ان کا جواب بھی دیا جا سکے گا۔ سب سے پہلے قابل توجہ یہ الفاظ ہیں کہ "پاکستان کے لوگ پسند کریں یا نہ کریں" کیونکہ پاکستان بننے کے بعد اس ملک میں جو کچھ بھی ہوا ہے، کیا گیا ہے یا ہوتا آیا ہے اس میں پاکستان کے لوگوں کی پسند اور ناپسند کا کبھی کوئی دخل نہیں رہا اور نہ ہی کبھی لوگوں کی پسند اور ناپسند کو دخل دینے دیا

گیا ہے، البتہ پاکستان بنانے کے عمل میں لوگوں کی پسند اور ناپسند سے بھرپور فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔ لوگوں کی پسند کے نعرے ایجاد کیے گئے ہیں۔ انہیں بہتر مستقبل اور خوشحالی کے خواب دکھائے گئے ہیں۔ اور ان نعروں اور خوابوں کے ذریعے انہیں اپنی اور اپنے بزرگوں، عزیزوں اور بچّوں کی جانیں تک قربان کر دینے اور تاریخ کی سب سے بڑی نقل مکانی یا ہجرت پر مجبور کیا گیا ہے، مگر اس کے بعد ان کی پسند یا ناپسند کو اہمیّت نہیں دی گئی بلکہ انہیں "رعایا" بنا دیا گیا ہے جس کا لفظی مطلب "بھیڑوں کا گلہ" ہوتا ہے جو چراگاہوں کی طرف بھی اسی بے دردی سے ہانکا جاتا ہے جس بے رحمی سے ذبح خانوں کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ایک دو بار لوگوں کو اپنی پسند اور ناپسند کے اظہار کا موقع ضرور دیا گیا ہے مگر اُن کے نتائج ہمارے حکمران طبقے کے حق میں نہیں گئے۔ ۱۹۷۰ء میں لوگوں نے موجودہ نظامِ معیشت کے خلاف اپنی شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور تازہ ترین انتخاب میں ۸۰ فیصد بالغ ووٹروں نے مکمّل نظامِ سیاست کے ڈھونگ پر اپنے شدید ترین عدم اعتماد کا اظہار کر کے اپنی پسند اور ناپسند بتا دی اور یہی وہ خوفناک فیصلہ ہے کہ جس میں مخصوص مفادات کے حامل طبقے نے اپنا دردناک مستقبل دیکھ لیا ہے اور وہ ڈر گیا ہے کہ انتخابات کا بائیکاٹ کرنے والے ۸۰ فیصد بالغ ووٹر اگر ووٹ دینے نکل پڑے تو وہ محض ووٹ ہی نہیں ڈالیں گے، نتائج بھی نکالیں گے اور اقتدار بھی سنبھال لیں گے اور اس اقتدار میں اپنی پسند اور ناپسند بھی دکھائیں گے، چنانچہ یہ طبقہ یہ کہنے پر مجبور ہوا ہے کہ پاکستان کے عوام پسند کریں یا نہ کریں پاکستان کا مستقبل ہندوستان سے وابستہ ہے۔

یہ طبقہ جانتا ہے کہ پاکستان کے عوام یہ پسند نہیں کریں گے مگر یہ طبقہ اپنے آپ کو "پاکستان" سمجھتا ہے اور اس طبقے کا مستقبل چونکہ ہندوستان سے وابستہ ہو گیا ہے اس لیے وہ پاکستان کے مستقبل کو بھی ہندوستان سے وابستہ قرار دیتا ہے۔ اس بیان میں یہ طبقہ اپنی ماضی کی ناکامیوں، حال کی مایوسیوں اور مستقبل کے خطروں کی موجودگی کا اعتراف کرتا ہے اور اس کے پیچھے ہمارے غیر ملکی حکمرانوں، آقاؤں "ان داتوں" اور قرض خواہوں کا "نیو ورلڈ آرڈر" بھی کام کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس مقصد کے تحت خان لیاقت علی خاں کو رُوس کے بجائے امریکہ کا دَورہ کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اسی مقصد کے تحت ذوالفقار علی بھٹو کو عوامی جمہوری چین بھیجا گیا تھا اور پھر جس مقصد کے تحت ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی پر لٹکایا گیا تھا اسی مقصد کے تحت بہاولپور میں سی ون تھرٹی کو نذر آتش کیا گیا تھا اور پھر جس مقصد کے لیے آئین میں آٹھویں ترمیم لائی گئی تھی اسی مقصد کے تحت آئین میں آٹھویں ترمیم ختم بھی کروائی گئی تھی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس مقصد کے تحت پچاس سال پہلے پاکستان بنایا گیا تھا اسی مقصد کے تحت پاکستان کا

مستقبل ہندوستان سے وابستہ کیا جارہا ہے۔

سوچنے اور سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آنی چاہیے کہ ہمارے ملکی اور غیر ملکی اندرونی اور بیرونی حکمراں طبقوں کا مقصد کیا ہے؟ مزید آسانی ہوگی اگر ہم پاکستان بنانے کے مقاصد پر غور کرلیں۔ لوگوں کو تو جو بھی بتایا گیا اُنھوں نے مان لیا مگر ہمارے مُسلمان نوابوں، نوابزادوں، جاگیرداروں اور بڑے زمینداروں کو یہ خطرہ تھا بلکہ یقین تھا کہ آزاد ہندوستان میں رہتے ہوئے وہ اپنی ریاستیں، جاگیریں اور حد نگاہ بلکہ حد امکان میں پھیلی ہوئی جاگیریں نہیں بچاسکیں گے اور نوّاب حیدرآباد دکن کی طرح کوڑی کوڑی کے محتاج ہوجائیں گے۔ ادھر بظاہر ہمیں آزادی اور خود مختاری دینے والوں کو یہ اندیشہ بلکہ یقینی خطرہ تھا کہ آزاد، خود مختار اور متّحدہ ہندوستان بہت بڑی اور ناقابلِ گرفت طاقت بن جائے گا اور اگر وہ رُوس یا چین سے تعلقات استوار کر بیٹھا تو بہت بڑی مصیبت بھی بن سکتا ہے بلکہ مغربی سامراجی طاقتوں کی تیل کے علاقوں تک پہنچ میں بھی رکاوٹ بن سکتا ہے۔ ان اندیشوں کے تحت اس نے ریڈ کلف کے ذریعے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کشمیر کا مسئلہ بھی پیدا کر دیا کہ ان دونوں ملکوں کے اشتراکِ عمل کا بھی کوئی خطرہ باقی نہ رہے اور اس کے علاوہ یہ دونوں ممالک مغربی سامراجی ملکوں کے محتاج رہیں۔ ان کی جنگی منڈیاں بھی بن جائیں اور اپنے اُونٹوں کے گلوں میں "تھینک یو امریکہ" کی تختیاں بھی لٹکائے پھریں۔

سامراج کی دیوار

بات ایک انگریزی اخبار میں چھپنے والے امریکی یونیورسٹی کے پاکستانی اُستاد ڈاکٹر سید ایچ اختر کے ان فرمودات کی ہو رہی تھی کہ "پاکستان کے عوام پسند کریں یا نہ کریں" پاکستان کا مستقبل ہندوستان سے وابستہ ہے" اور یہاں تک پہنچی تھی کہ ہمارے اندرونی اور بیرونی حاکموں نے جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا تھا اسی مقصد کے تحت اس کا مستقبل ہندوستان سے وابستہ کیا جارہا ہے اور یہ ذکر بھی آیا تھا کہ اندرونی حکمران طبقوں نے پاکستان اپنی ریاستوں، جاگیروں اور زمینداریوں کو بچانے کے لیے بنایا تھا اور بنانے کے ۲۵ سال بعد اپنے ان اثاثوں کو بچانے کے لیے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر توڑا تھا اور بیرونی حکمرانوں کے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے اُصول کے تحت پاکستان بننے دیا تھا اور اپنی حاکمیت کو طول دینے اور اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے دونوں نو آزاد ملکوں کے درمیان "مسئلہ کشمیر" بھی پیدا کر دیا تھا کہ

لڑتے لڑتے ہو جائے گم ایک کی چونچ اور ایک کی دم

اور پھر مغربی سامراج نے اپنی "وار انڈسٹری" کے ذریعے امریکی امداد اور قرضوں کی وساطت سے ان دونوں ملکوں پر اپنا قبضہ برقرار رکھا اور غلبہ مزید مستحکم کیا۔ "ایسٹ انڈیا کمپنی" کی جگہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے لے لی اور برطانوی وائسرائے کی جگہ امریکی سفیر نے۔ گزشتہ نصف صدی کی "بیلنس شیٹ" یہی ثابت کرتی ہے کہ مغربی سامراج اپنے ان مقاصد میں کامیاب رہا۔

مغربی سامراج کی یہ کامیابی کچھ اتنی آسان بھی نہیں تھی اگر اس ملک کی عوام دوست طاقتوں کو کچلا نہ جاتا بہتر مستقبل کے خواب دیکھنے والوں کے سر قلم نہ کیے جاتے اور سامراجیت کی راہ میں دیوار بننے والے ہاتھ اور پاؤں کاٹے نہ جاتے مگر ہمارے حکمران طبقوں نے سامراج کی راہیں ہموار کر کے اس کی کامیابی آسان کر دی۔ ہمارا یہ حکمران طبقہ وہی ہے جسے تاج برطانیہ سے وفاداریوں، اپنی قوم سے غداریوں اور عالمی جنگوں کے تنور کا ایندھن بننے والے ہم وطنوں کو بھرتی کرانے کے عوض جاگیریں، زرخیز زمینیں اور ان سے بھی زرخیز گدیاں عنایت ہوئی تھیں انہیں ہمارا حکمران بنایا گیا کہ ملک آزاد تو ہو جائے مگر خود مختار نہ ہو سکے۔

یہاں ایک لطیفہ یا واقعہ بیان کرنا بے جا نہ ہو گا کہ ہمارے ایک غاصب حکمران نے کسی نودو لتیے سے کہا کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو سیاست میں بھی ڈال دے اس نے بہت سوچنے کے بعد کہا کہ "میری اولاد میں کوئی بھی اس قابل نہیں کہ سیاسی معاملات کو سمجھ سکے، البتہ ایک عاشق مزاج کھلنڈرا جو کسی کام کا نہیں ہے اسے "مسیتی" ڈالنے کا سوچ رہا ہوں" ہمارے غاصب حکمران ایک دم اچھل پڑے اور کہا اسے فوراً سے پیشتر مسیتی ڈالنے کی بجائے سیاست میں ڈال دیں بہت کامیاب رہے گا۔

ہمارے حکمران طبقے کے بیشتر چشم و چراغ اسی معیار اور اسی نوعیت کے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر یہ مصرعہ زبان پر آتا ہے۔

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

اس حکمران طبقے نے پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی اسے سامراجیوں کے براہِ راست کنٹرول میں دے دیا بلکہ منڈی کی معیشت کے ہاتھوں بیچ دیا۔ پاکستان کی پہلی گولڈن جوبلی پر سرکاری میڈیا ٹیلیویژن ریڈیو جیسے بھی نغمے الاپتا رہے اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہماری قومی سیاست جس میں فوجی سیاست (۲۶ سال کا مارشل لاء) بھی شامل ہے قومی زندگی کے کسی ایک شعبے میں بھی کوئی کامیابی نہیں دکھا سکی۔ جبکہ ناکامیوں اور تباہیوں کی ایک خوفناک فہرست پیش کی جا سکتی ہے اور یہ ثابت کرنے میں

کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی کہ ہمارے حکمران طبقے نے برطانوی راج کے بعد کے عرصے میں بحران اور انتشار پیدا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔ اگر کچھ کیا ہے تو اپنے ملک بددیانت ترین معاشروں کی عالمی فہرست پر "سیکنڈ" پوزیشن دلوائی ہے اور نیم جاگیردارانہ اور نیم سرمایہ دارانہ حکمران طبقے کو بلیک منی، ڈرگ، بورژوازی اور دہشت گردی کے حسین امتزاج میں تبدیل کردیا ہے اسے یہ کارنامہ سرانجام دینے میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا بھرپور تعاون حاصل رہا ہے جبکہ افغانستان کے "امریکی جہاد" کا بھی اس میں برابر کا ہاتھ ہے۔

مغربی سامراجی اداروں، امریکہ اور امریکی دانشوروں اور ڈاکٹر سیّد ایچ اختر جیسے "اُستادوں" کی پریشانی یہ ہے کہ پاکستان کے حکمران طبقے کے جوہر کھلنے کے ساتھ ان کی اپنی حقیقت بھی کھلنے لگی ہے۔ اگر پاکستان کے لوگوں کے سامنے سیاست اور انتظامیہ کے تمام شعبے اور حصے ننگے ہوگئے ہیں تو اس کے غیرملکی مشیروں کا کردار بھی نگاہوں میں آگیا ہے اور وہ ڈر گئے ہیں کہ یورپ اور دوسرے ملکوں میں اُٹھنے والی بیداری اور خودشناسی کی لہریں یہاں بھی پہنچ سکتی ہے، کیونکہ ہواؤں، پرندوں اور زلزلوں کی طرح انقلابی لہروں کو بھی جغرافیائی سرحدیں عبور کرنے کے لیے کسی پاسپورٹ یا ویزے کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہی وہ خطرہ ہے جو پاکستان کے مستقبل کو ہندوستان سے وابستہ کر رہا ہے۔

پاکستان کا مستقبل بے شک ہندوستان کے مستقبل سے وابستہ ہے مگر سرمایہ دارانہ اور سامراجی بُنیادوں پر نہیں عوامی اور جمہوری بُنیادوں پر جن میں عوام کی پسند ہی نہیں خواہش اور مفاد بھی بھی شامل ہوتے ہیں پاکستان کے مستقبل کو ہندوستان کے ساتھ ویسے وابستہ نہیں کیا جاسکتا، جیسے فلسطین کے مستقبل کو اسرائیل کے ساتھ وابستہ کردیا گیا ہے یا جیسے دیوارِ برلن کو گراکر دو جرمنوں کو ملادیا گیا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان سے سامراج کے مفادات کی دیوار گرائی جائے گی اور دونوں آزاد ملکوں کے عوام کے مشترکہ مفادات کے دروازے کھولے جائیں گے تو وہ بہتر مستقبل کی راہوں پر گامزن ہوسکیں گے۔

بات پہنچی تری جوانی تک

پاکستان کا مستقبل پہلے دُنیائے اسلام سے وابستہ کرکے ہمارے قبے دُرست کرنے والے اور پھر وطن عزیز کا مستقبل "ڈالر دیس" سے وابستہ کرکے اپنا الو سیدھا کرنے والے اور اب سوہنی دھرتی کو

بھارت ورش سے رشتہ ازدواج استوار کرنے کا مشورہ دینے والے، آدھے تیتر آدھے بٹیر اور ہنس کی چال چلتے ہوئے اپنا چلن بھول جانے والے "امریکو پاکستانی" یعنی "کوکونٹ" (باہر سے براؤن اندر سے سفید) دانشور سرد جنگ کے خاتمے کے بعد اچانک گرم ہواؤں میں آگئے ہیں۔ وہ جہاں محنت کشوں کی عالمی بیداری کی لہر سے پریشان ہیں۔ وہاں ہماری انتظامی اور دفاعی فضول خرچیوں سے بھی نالاں ہیں، چنانچہ سول اینڈ ملٹری ڈاؤن سائزنگ کے لیے بے چین ہو رہے ہیں۔ مقصد اُن کا ایک ہی ہے کہ پہلے پاکستان سے قرضوں کی وصولی میں آسانی ہو اور دُنیا کے امیر ترین اور مقروض ترین سپر پاور کے میزانیے کا ۲۱ ارب ڈالر کا خسارہ پُورا ہونے کی کوئی صُورت نظر آئے اور پھر پاکستان سکم اور بھوٹان بن کر رہ جائے۔

اس سلسلے میں وہ تمام "مرغان بادنما" جو یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہَوا ان کے اشارے پر چل رہی ہے، نج کاری، گولڈن شیک ہینڈ اور ڈاؤن سائزنگ کے علاوہ فلسطین، کمبوچیا اور نکاراگوا طرز کے "امن پراسیس" بھی متعارف کراتے اور اپنے آقاؤں سے داد پاتے ہیں۔ عراق کے عوام تو خوش قسمت تھے کہ ان پر ایک سوتیلی ملک کا "ڈسٹ سٹارم" کیا اور گزر گیا اگر ہم بدنصیبوں کو تو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی آندھیوں نے اپنا مستقل نشانہ بنا لیا ہے ہم سے تو ایرانی بہتر ہیں کہ اقتصادی محاصرے میں بھی ملٹی نیشنل کمپنیوں سے سلسلہ اقتصاد جاری رہے بلکہ پہلے سے بہتر منافع کما رہے ہیں۔

پاکستان کی جس انتظامیہ کی ڈاؤن سائزنگ مقصود ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے اور دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ تین روز تک بارش ہو تو پُورا ملک ڈُوب جاتا ہے اور پُوری انتظامیہ الف ننگی ہو جاتی ہے "گولڈن شیک ہینڈ" کا صرف ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ تمام افسران اور ملازمین جو اپنی اہلیت اور قابلیت کی وجہ سے "ری سیل ویلیو" رکھتے ہیں گولڈن شیک ہینڈ کر لیں گے اور پیچھے کچرا رہ جائے گا جو ازکار رفتہ انتظامی مشینری کا مکمل طور پر بیڑہ غرق کر دے گا۔ نج کاری اور ڈاؤن سائزنگ سے صرف حکومت کا حجم ہی کم نہیں ہوگا۔ ۱۹۹۸ء تک کل سرکاری ملکیت بھی ۵۰ فیصد رہ جائے گی اور ننگی کے پاس نہانے کے علاوہ نچوڑنے کے لیے بھی کچھ نہیں رہ جائے گا۔ بیس لاکھ چولہے ٹھنڈے ہوں گے اور جرائم کی تعداد اور رفتار میں اضافے کے علاوہ عوام کی قوتِ خرید بھی ٹخنوں میں گر جائے گی۔

دُنیا بھر کے حکمران طبقے ریاستوں کو بناتے ہیں مگر ہماری ریاست حکمران طبقوں کو بناتی ہے، حکمران

طبقے ریاست کو کھاتے ہیں۔ بنکوں کے قرضے ڈکارتے ہیں، بجلی، گیس اور ٹیکس چٹ کر جاتے ہیں، اور رشوت کی سویٹ ڈش سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیا ہمارا یہ حکمران طبقہ اپنا مستقبل ہندوستان سے وابستہ کر کے یہ برداشت کرلے گا کہ زمینوں کی حد ملکیت تیرہ ایکڑوں تک سکڑ جائے بلوں، ٹیکسوں اور قرضوں کی نادہندگی ان کے ناطقے بند کر دے اور ان کی تمام جاگیریں ضبط اور تمام مراعات بند ہو جائیں اور وہ شیرپاؤ پل کی کوٹھیوں سے ریواز گارڈن کے فلیٹس میں منتقل ہو جائیں، اگر ہمارا حکمران طبقہ یہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے تو پھر پاکستان کا مستقبل ہندوستان سے وابستہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا ملک خود اپنے مستقبل پر انحصار کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

آج کسی ملک کو کسی دوسرے ملک سے وابستہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ دنیا بھر کے ملکوں کی غیروابستگی یا ناوابستگی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی بھی معیشت قومی معیشت نہیں رہی۔ آج عالمی معیاروں کو سمجھے بغیر قومی معیار قائم نہیں کیے جا سکتے۔ عالمی تناظر سے آنکھیں بند کریں تو قومی تناظر دکھائی نہیں دیتے۔ معیشت کی طرح سیاست اور سفارت بھی بین الاقوامیت کا حصّہ بن چکی ہے۔ ہر مسئلہ دوسرے مسئلہ کے ساتھ اور دوسرا مسئلہ تیسرے مسئلہ کے ساتھ جڑا ہوا ہے جیسے ہر "پھویار" کے پیچھے ایک اور "پھویار" لگا ہوتا ہے اور اسے تنگ کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے ہی کشمیر کا مسئلہ افغانستان کے مسئلہ کے ساتھ، افغان مسئلہ وسط ایشیائی ریاستوں کے مسائل کے ساتھ اور وسط ایشیائی ریاستوں کے مسائل ایران کے مسائل کے ساتھ اور ایران کے مسائل چین کے مسائل کے ساتھ وابستہ ہیں اور پھر

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا　　بات پہنچی تری جوانی تک

یعنی چین کے مسائل امریکہ کے مسائل کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

بعض دوستوں کا کہنا ہے کہ میں ڈاکٹر سیّد ایچ اختر کے مشورے پر اتنا پریشان کیوں ہوں۔ میں یہ کیوں نہیں چاہتا کہ سر دیوی اور ندیم کسی ایک فلم میں کام کر سکیں، مگر میرے دوستو! میں تو یہ بھی چاہتا ہوں کہ نواز شریف اور گجرال بھی مل کر کام کریں، مگر امریکہ، آئی ایم ایف اور عالمی بینک یا ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لیے نہیں اپنے ملکوں کے حکمران طبقوں کیلیے بھی نہیں، اپنے دونوں ملکوں کے ۹۵ فیصد عوام کیلیے ان کی پسند اور ناپسند کے مطابق ان کے بہترین مفاد میں کام کریں۔

مولای صلِ وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلہم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہوکر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مُبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارفؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سیّد محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۱۹ سائیڈ اے ۱۴ جنوری ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

حضرت مِسْوَرْ بن مَخرمہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخم لگا تو وہ تکلیف محسوس کرتے ہُوئے نظر آتے تھے، جَعَلَ یَأْلَمُ جیسے کراہنے لگے ہوں، تکلیف درد کی محسوس کرنے لگے ہوں اور ایسے کہ وہ دوسروں کو نظر آئے دوسروں کو یہ معلوم ہو کہ اِنھیں تکلیف ہو رہی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اُن کے بڑے مقرب تھے۔ اُنھیں اپنے پاس رکھا کرتے تھے، ساتھ رکھتے تھے۔ نئے نئے مسئلوں میں اور باتوں میں نئی نئی چیزوں میں۔

اس سے زیادہ فائدہ تو ایک طرح سے خود حضرت ابن عبّاسؓ کو ہُوا ہوگا گویا اُن کی تربیت ہوگئی وہ پاس گئے تو تسلّی دینے لگے۔ وَکَاَنَّہٗ یُجَزِّعُہٗ وہ عرض کرنے لگے اور کلمات ایسے تھے جیسے

۱؎ مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۵۹

گویا تسلّی دے رہے ہوں۔ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا کُلَّ ذٰلِکَ یہ سب باتیں کیا نہیں ہیں؟ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَہٗ، آپ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے ہیں اور آپ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ بہت اچھی طرح دیا پھر ثُمَّ فَارَقَکَ وَھُوَ عَنْکَ رَاضٍ وہ دُنیا سے رُخصت ہُوئے تو اس حال میں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ سے خوش تھے۔ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَکْرٍ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ آپ نے دیا وَ اَحْسَنْتَ صُحْبَتَہٗ اُن کے ساتھ بہت اچھی طرح آپ رہے، ثُمَّ فَارَقَکَ وَھُوَ عَنْکَ رَاضٍ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ دُنیا سے رُخصت ہُوتے تو اس طرح کہ وہ آپ سے خوش تھے۔ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِیْنَ اس کے بعد معاملہ پڑا آپ کا مُسلمانوں سے، آپ کا اور اُن کا ساتھ ہوگیا، وَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَھُمْ اُن کے ساتھ آپ بہت اچھے رہے۔ وَلَئِنْ فَارَقْتَھُمْ لَتُفَارِقَنَّھُمْ وَھُمْ عَنْکَ رَاضُوْنَ اور اب اگر ایسے ہوگیا کہ خدا نخواستہ آپ اِن سے جُدا ہُوئے، دُنیا سے رُخصت ہوگئے تو یہ سب کے سب آپ سے خوش ہیں جس طرح آپ خوش ہیں ان سے، فرمانے لگے جواب دیا اَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ صُحْبَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِضَاہُ یہ جو تم نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ نصیب ہُوا، میں ساتھ رہا آپ کے اور آپ مجھ سے راضی رہے۔ فَاِنَّمَا ذٰلِکَ مَنٌّ مِنَ اللّٰہِ مَنَّ بِہٖ عَلَیَّ یہ خُدا کا خاص احسان تھا جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ اسی طرح اَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ صُحْبَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَرِضَاہُ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ اور ان کا خوش رہنا مجھ سے یہ جو ذکر کیا تم نے بس یہ بھی خُدا کا احسان ہے جو اُس نے میرے ساتھ فرما دیا۔ وَاَمَّا مَا تَرٰی مِنْ جَزَعِیْ فَھُوَ مِنْ اَجْلِکَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِکَ اور یہ جو تم دیکھ رہے ہو میری بے چینی تو یہ بے چینی جو ہے اس کی وجہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں یعنی عامۃ المسلمین اِن کا کیا ہوگا میرے بعد؟ وہ نقشہ میرے سامنے ہے مجھے فکر جو ہے وہ زیادہ یہ ہے اور مجھے تکلیف ہے اس بات کی کہ میرے سامنے کوئی واضح شکل نہیں ہے کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا۔ بعد میں یہ ہوگیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا یہ چھ آدمی ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب دُنیا سے رُخصت ہُوئے ان سے بہت خوش تھے، ان سے عشرہ مبشرہ میں سے باقی افراد مُراد ہیں ان میں سے اکثریّت

سے جس کو بھی چُن لو بس وہ تمہارا خلیفہ ہوگا اور اسے میں یہ یہ ہدایات یہ یہ وصیّتیں کرتا ہوں وہ وصیّتیں وہ تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھیں اُمّت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ جو مجھے بے چینی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ذہن میں کوئی واضح نقشہ نہیں ہے، بعد میں کوئی واضح نقشہ ذہن میں آیا ہوگا تو آپ نے فرمادیا بتادیا، اس وقت تک وہ کیفیت رہی فرمانے لگے یہ نہ سمجھنا کہ مَیں خدا سے بے خوف ہوگیا ہوں مجھے خُدا کا کوئی ڈر نہیں رہا یہ بات نہیں، خُدا سے میں ڈرتا ہُوں اُس کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ وَاللہِ لَوْ اَنَّ لِیْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَھَبًا اگر مجھے اتنا سونا مل جائے جو روئے زمین پر آجائے اور مقابلہ ہو اس بات کا کہ خُدا کا عذاب دیکھوگے، یا یہ دوگے فدیہ؟ تو خُدا کا عذاب دیکھنا بھی میں پسند نہیں کرسکتا گوارا نہیں کرسکتا ہیں یہ سب فدیہ میں دے دوں گا۔ لَافْتَدَیْتُ بِہٖ مِنْ عَذَابِ اللہِ قَبْلَ اَنْ اَرَاہُ، خُدا کا عذاب سب سے زیادہ سخت چیز ہے العیاذ باللہ اور خُدا کی رحمت سب سے بڑی نعمت ہے، اللہ نصیب فرمائے وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر ایسے ہو کہ مجھے اختیار دیا جائے اور اتنا سونا دیا جائے تو مَیں سب دے دوں، فدیہ دے دوں، بدلہ دے دوں، وجہ یہ نہیں کہ مَیں خُدا سے بے خوف ہوں۔ خُدا کی قدرت بہت بڑی ہے مَیں بس خُدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں اور یہ بے چینی، یہ بے چینی جو ہے اُس کی وجہ وہ ہے۔ اُس کی وجہ یہ زخم کی تکلیف نہیں ہے۔ اُس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ موت آنی ہے موت تو سب کو آنی ہے اُس سے تو بچے گا کوئی نہیں، خُدا کے عذاب سے بھی پناہ چاہتا ہوں، اب تمہارے لیے بے چین ہوں مَیں کہ تمہارا انجام کیا ہوگا کس طرح سے آگے کو حکومت چلے گی مُلک رہے گا۔ یہ باتیں سب کے سامنے نہیں آتیں۔

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس تکلیف کے حال میں ایک شخص آیا تھا۔ اُس نے بہت اچھے کلمات استعمال کیے جب جانے لگا تو جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا جو کپڑا ہے، تہمد باندھ رکھا تھا یا جو چیز بھی تھی وہ گٹوں تک آئی ہوئی تھی۔ ادھر یہ حالت ہے وفات نزدیک ہے، مگر فرماتے ہیں رُدُّوْہُ عَلَیَّ بلا کر اُس سے فرمایا یَا ابْنَ اَخِیْ بھتیجے اِرْفَعْ اِزَارَکَ یہ جو اپنا تہبند ہے ذرا اُونچا رکھو فَاِنَّہٗ اَتْقٰی لِرَبِّکَ وَ اَنْقٰی لِثَوْبِکَ اس سے تمہارا کپڑا صاف ستھرا رہے گا زمین سے نہیں رگڑے گا۔ اور اللہ کے نزدیک یہ زیادہ تقویٰ کی چیز شمار ہوگی۔ اللہ کے نزدیک تقویٰ یہ ہے اور کپڑا اس سے صاف رہے گا، اُس وقت بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے رہے اور انصاف پر قائم رہے اتنا انصاف کہ جو تصوّر میں نہیں آسکتا۔

اپنے لیے وفات کے بعد جگہ کی فکر تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا، جاؤ اور اگر وہ اجازت دے دیں تو میں وہیں مدفون ہوں گا اور یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین کہتے ہیں یہ کہنا کہ عمر کہتے ہیں کہ فَاِنِّیْ لَسْتُ الْیَوْمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَمِیْرًا میں آج ڈیوٹی پر نہیں ہوں میں آج امیر المومنین نہیں ہوں پھر انہوں نے اسی طرح کیا انہوں نے اجازت دے دی۔ پھر فرمایا کہ جب میرا جنازہ لے جاؤ، دوبارہ پھر اجازت لینا ممکن ہے، انہوں نے گویا کسی خیال سے کسی رعایت سے اجازت دے دی ہو۔ دوبارہ پھر اجازت لینا اگر اُس وقت اجازت دیں تو پھر مجھے وہاں دفن کرنا وَاِلَّا فَرُدُّوْنِیْ اِلٰی مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ورنہ جو قبرستان ہیں مسلمانوں کے عام اُس میں مجھے لے جانا اتنا عدل و انصاف اور اس طرح کی حالت میں یہ بے مثال ہے۔ یہ اُن کی اپنی منفرد باتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کو اتنی بلند چیزوں سے نوازا تھا۔ اتنی بلند شخصیّت اُن کی بنائی تھی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی پسند تھے۔ اسلام کی بھی تقویّت کا باعث ہُوئے اور آپ میں ——— خوبیاں اتنی ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔ شمار میں نہیں آسکتیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَفَیَاتُ

گزشتہ ماہ ۱۹ ستمبر کو کراچی میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رح کے نواسہ مولانا انیس الرحمان صاحب کو دہشت گردی کی افسوس ناک کارروائی میں شہید کر دیا گیا۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ مولانا جمعہ کی نماز کے بعد بچّوں کو دُکان سے کھلونے دلوا رہے تھے کہ نامعلوم دہشت گردوں نے اچانک فائرنگ کر کے اُن کو موقع پر شہید کر دیا اور فرار ہو گئے۔ ملک میں چند سالوں سے جاری دہشت گردی کی بے قابو لہر اَب تک سینکڑوں خاندان اجاڑ چکی ہے مگر تاحال حکومت اس پر نہ تو قابُو پا سکی ہے اور نہ ہی مُبیّنہ گرفتار دہشت گردوں میں سے کسی کو سزا دے سکی ہے۔ ایسی حالت نے ملک میں غیر یقینی اور خوف کی فضا قائم کر دی ہے جس کی تمام تر ذمّہ داری حکومت وقت پر عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے بچّوں کی کفالت فرمائے۔ (آمین)

جناب محترم حامد صاحب (ڈی آئی خان) کے برادر بزرگ ۲۹ اگست کو اچانک دِل کے دَورہ کے سبب انتقال فرما گئے۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ مرحومین کے لیے جامعہ میں ایصال ثواب کیا گیا قارئین سے بھی دُعائے مغفرت کی درخواست ہے

(قسط : ۶)

مقاصدِ شریعت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
تبویب و تزئین : مولانا نعیم الدین صاحب فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

شریعت کھانے کمانے سے نہیں روکتی

اس لیے یہ نہیں کہتی شریعتِ اسلام کہ تم کمانا چھوڑ دو پیسہ تمہارے ہاتھ میں نہ رہے یہ نہیں کہتی سب کچھ کرو تم تجارت بھی کرو زراعت بھی کرو اور اللہ تمہیں لکھ پتی بنائے تو لکھ پتی بھی بنو اور کروڑ پتی بنائے تو کروڑ پتی بھی بنو، مگر قلب کا ناس مت مارو اس کا تعلّق قائم رکھو اپنے مالک کے ساتھ اور یہ سمجھو کہ ہم امین ہیں اس دولت کے حق میں ہم خزانچی ہیں تو خزانچی اُتنا ہی خرچ کرے گا جتنا مالک آرڈر دے گا۔ خزانچی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر جتنا چاہے لٹا دے خزانے کو، یا دبا کر بیٹھ جائے ایک پائی نہ دے، وہ انتظار کرے گا مالک کس کے لیے کہتا ہے مالک نے کہا دس ہزار اُسے دے دو خزانچی کا فرض ہے دے دیا، مالک کہے گا مت دو فلاں کو تو روک لے گا وہ، اس لیے کہ خزانچی مالک نہیں ہے وہ تو امانت دار ہے مالک وہ ہے جس کی رقم ہے۔ اس لیے جتنی بھی دولت ہمارے تمہارے ہاتھ میں ہے۔ حقیقتاً مالک حق تعالیٰ ہیں ہم امین ہیں، وہ یُوں کہیں کہ اس طرح خرچ کرو اُسی طرح خرچ کرنا پڑیگا وہ کہیں رُک جاؤ خرچ کرنے سے فلاں جگہ رُک جانا پڑیگا۔ ایک غریب بیوہ یتیم آئی آرڈر دیا گیا کہ کرو خرچ اور سینما تھیٹر سامنے آگیا تو آرڈر یہ ہے کہ ہرگز ایک پائی خرچ نہ کرو، ورنہ حرام خرچ ہو گا تمہارا لہو و لعب میں مت خرچ کرو۔ طاعت و عبادت میں خرچ کرو۔ مالک کو حق حاصل ہے جہاں چاہے خرچ کرائے ہم کون ہیں کہ اپنے ارادے سے خرچ کریں؟ اپنی مرضی سے خرچ کریں؟ مرضی چلے گی مالک کی تو اہلُ اللہ باوجود مالدار ہونے کے ان کی نگاہ اصل مالک پر رہتی ہے کہ اُن کا حکم کیا

ہے ؟ اس کے مطابق چلیں ،ہم بہرحال میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کمائیں بھی آپ لکھ پتی بھی بنیں، مگر اپنے غریب بھائیوں کو نہ بھلائیں خدمتِ خلق آپ کا شیوہ ہونا چاہیے کہ کوئی اگر نادار ہے تو آپ اُس کو سہارا دیں، کوئی پریشان حال ہے تو آپ قال سے حال سے اس کو سہارا دیں کہ اُس کی پریشانی رفع ہو اگر دو کلمہ کہہ کر آپ تسلّی دے سکتے ہیں تو آپ دریغ نہ کریں چار پیسے خرچ کر کر تسلّی دے سکتے ہیں تو خرچ میں دریغ نہ کریں ،غرض دامے درمے قدمے سُخنے قلمے کسی طرح سے آپ تسلّی دیں وہ آپ کے فرائض میں داخل ہے۔

اعلیٰ ترین عبادت

حدیث میں فرماتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ اعلیٰ ترین عبادت انسان کی کیا ہے ؟ اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ سب سے زیادہ محبوب اللہ کو کیا ہے ؟ اِلْقَاءُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ کُلِّ مُسْلِمٍ کسی مُسلمان کے دل میں خوشی پیدا کر دینا یہ سب سے بڑی عبادت ہے انسان کے لیئے کوئی کلمہ ایسا کہہ دیا کہ دل خوش ہو گیا کوئی خدمت ایسی کر دی کہ مطمئن ہو گیا آدمی، کوئی بات ڈھنگ ایسا اختیار کیا کہ فرحت پیدا ہو گئی ———— فرماتے ہیں سب سے بڑی طاعت وعبادت یہ ہے ،تو طاعت وعبادت محض مسجد ہی میں نہیں۔ یہ بھی طاعت وعبادت ہے اِلْقَاءُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ کُلِّ مُسْلِمٍ کسی ضرورت مند کی ضرورت پُوری کرو۔

نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فضیلت بیان کی صدقہ کی کہ صدقہ دینے میں یہ فضیلت ہے یہ برکت ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر پیسہ پاس نہ ہو فرمایا کہ پیسہ پاس نہیں ہے تو چند کلمے ہی خیر کے کہہ دو وہ بھی تمہارے حق میں صدقہ ہو گا تو عرض کیا کہ اگر کہنا بھی نہ آتا ہو فرمایا کم سے کم تکلیف مت پہنچاؤ اُسے یہ بھی تمہارے حق میں صدقہ ہے یہ تو تمہارے اختیار میں ہے کہ ایذا رسانی مت کرو تو خرچ کر دو یہ صدقہ ، خرچ کو نہ ہو تو قول سے صدقہ کر دو، قول بھی نہ ہو تو کم سے کم اپنی تکلیف اور آزار رسانی سے بچالو۔ یہ بھی تمہارے حق میں صدقہ ہے ، تو غرض خدمتِ مُسلم خدمتِ خلق اللہ یہ بڑا اہم فریضہ قرار دیا گیا ہے مُسلمان کا، ایمان کا ایک بٹہ دو ہے یہ، آدھا حصّہ ایمان کا خدمتِ خلق ہے اور آدھا حصّہ تعظیم لِاَمْرِ اللّٰہ ہے اس لیے میں نے عرض کیا کہ سب سے بڑی بُنیاد تعلّق مع اللہ ہے کہ اُس کے بغیر قلبی سکون نہیں مل سکتا اور دوسری چیز کی بُنیاد تعلّق مع الخلق ہے کہ بغیر ایثار کے بغیر خدمت کے یہ چیز نہیں بن سکتی ،اب

تیسری چیز یہ ہے کہ اپنے نفس سے کیا تعلّق ہے۔

نفس منبعِ شرور ہے

تو بھی نفس جو ہے یہ منبع ہے شرور کا یعنی ہر بُرائی نفس سے اُبھرتی ہے ہر بداخلاقی نفس سے اُبھرتی ہے تو نفس درحقیقت دُشمن ٹھہرا آدمی کا، اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ خود حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ اِنَّ اَعْدٰی عَدُوِّكَ الَّذِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ تمہارا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ یعنی تمہارا نفس ہے۔ مثل مشہور ہے ہمارے یہاں کہ اپنا آپا دُشمن ہوتا ہے کوئی کسی کا دُشمن نہیں، اپنا آپا دُشمن ہے۔ آدمی خود اپنے ساتھ دُشمنی کرتا ہے۔ کوئی دوسرا دُشمن نہیں تو نفس درحقیقت دُشمن ہے اس لیے کہ جتنی ذِلّت اور رسوائی متعلّق ہے وہ نفس کی خواہشات سے متعلّق ہے نفس کی خواہشات کو روک دیں۔ ذِلّت نہیں ہوگی، آپ بازار میں گئے اور دیکھا کہ دُکان پر بڑی عمدہ مٹھائیوں کی لگن لگی ہوئی ہے۔ کھانے کا جی چاہا نفس نے چاہا کہ مٹھائی کھاؤں اب ظاہر بات ہے کہ پیسہ تو ہاتھ پلّے تھا نہیں آپ نے جلدی سے جھپٹا مارا اور بھاگے اور دُکاندار اُٹھ کر آپ کے پیچھے آپ نے جلدی سے کچھ مُنہ میں رکھا اور کچھ جیب میں رکھا یہاں تک کہ اُس نے آکے پکڑا اور جوتیاں مارنی شروع کیں اور پولیس آگئی اور معلوم ہوا کہ یہ تو جھپٹا مار کر غصب کر کرلے گئے تھے تو مقدمہ چلا جیل گئے تو مار پٹائی ہوئی جیل گئے ذلیل ہوئے کس نے ذلیل کیا؟ اُس نفس کی خواہش ہی نے تو کیا، اور اگر اللہ کی مرضی پر چلتے اور عقل پر، تو عقل یہ کہتی تھی کہ غیر کے مال پہ بلا اُس کی مرضی کے ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے، دیکھنا بھی مناسب نہیں تھا۔ نگاہ نیچی کرکے جاتے وقار کا تقاضا یہ تھا، یہ کہہ کر جاتے تو دکاندار کے دل میں بھی عزّت ہوتی گورنمنٹ کے دل میں بھی عزّت ہوتی کہ باوقار آدمی ہے۔ معلوم ہوا کہ نفس کی پیروی کرنے میں ذِلّت ہے اور نفس کے خلاف کرنے میں عزّت ہے نفس نے خواہش کی جذبہ آگیا کہ ماروں پیٹے وہ اور مار کٹائی شروع ہوگئی اور عقل یہ کہتی تھی صبر و تحمل سے کام لو یہ موقع نہیں ہے۔ عقل کی سُنتے تو وقار بڑھ جاتا، مار مار مار پٹائی شروع ہوئی تو بلوہ قائم ہوگیا اور مقدمہ بازی اور ذِلّت اور رسوائی شروع تو جتنا آدمی نفس کی پیروی کریگا اُتنا ہی ذِلّت میں پڑے گا، ہاں البتّہ اُس نفس کو اگر آپ نے سُدھا کر تربیت سے مُزَکّٰی اور مُصَفّٰی بنالیا اب اُس نفس کے اشاروں پر چلیں کوئی مضائقہ نہیں تو نفس ابتداء میں ہوتا ہے نفسِ امّارہ،

ہر بُرائی کا حکم دیتا ہے اور اخیر میں جاکر بنتا ہے نفسِ مُطْمَئِنَّہ جب وہ مطمئن ہو جائے اللہ کی تقدیرات پر تو ابتدائی حالت میں نفس کی پیروی ذلّت اور رُسوائی ہے اور نفس کو مطمئن بنا کر اُسکی پیروی وہ حق کی پیروی ہوگی کیونکہ نفسِ مطمئن وہی چاہے گا جو اللہ چاہتا ہے اس میں ذلّت نہیں بلکہ عزّت ہوگی اس کا انجام یہ ہے کہ یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ اے نفسِ مطمئنہ! یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ لوٹ آ اپنے پروردگار کی طرف تو اِدھر سے گیا تھا۔ پیدا ہوکر لوٹ اپنے ربّ کی طرف اِرْجِعِيْ اِلٰی رَبِّكِ کس حالت میں رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً تو اللہ سے راضی اللہ تجھ سے راضی فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ میرے خاص بندوں میں داخل ہو میری جنّت میں جا داخل ہو، تو ایک نفس مطمئنہ ہے جو تابع حق بن جاتا ہے اس کی مرضی پر چلنا حق کی مرضی پر چلنا ہے اور ایک نفسِ اَمَّارَہ ہے جس کے اندر بُرائی ہے ابھی تربیت نہیں ہوئی اُس کی مرضی پر چلنا ذلّت اور رسوائی کی راہ پر چلنا ہے، تو نفس کو مُزکّٰی کیا جائے محنت سے عبادت سے ریاضت سے اور وہ پاک صاف بن جائے — اولیاء کا نفس ہو جائے انبیاء کے نفس کے نقشِ قدم پر چلنے لگے۔ وہ فی الحقیقت حق پر راضی ہوتا ہے بلکہ حق کی مرضی اس میں ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کی شان

یہی وہ مقام ہے جس کو نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ "دَارَ الْحَقُّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ" حضرت عمرؓ کی شان فرمائی کہ جدھر عُمر جھکتے ہیں حق بھی اُدھر جُھک جاتا ہے۔ بظاہر تو یہ سمجھ میں آتا تھا کہ جدھر حق چلتا ہے حضرت عمرؓ ادھر جُھکتے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ جدھر کو حضرت عمرؓ چلتے ہیں اُدھر کو حق چلتا ہے تو ایک مقام ہے بتدی کا اور ایک مقام ہے منتھی کا، بُتدی کا مقام تو یہ ہے کہ جدھر حق چلے اُدھر کو یہ چلے تابع بنے اور جب انتہا کو پہنچ جائے کمال کی تو پھر حق اُدھر کو چلے گا جدھر کو یہ چلے گا اس لیے کہ اتنا پاک بن جائے گا اس کے اندر جو مرضی آئے گی وہ مرضیٔ حق ہوگی، ہر نفس کی خواہش حق کے مطابق ہوگی۔ خلاف ہو نہیں سکتی جدھر یہ چلے گا حق اُدھر کو چلے گا۔

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان

یہی وہ مقام ہے جس کو عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ

کی شان عجیب ہے۔ "اِنَّ رَبَّكَ يُسَارِعُكَ فِيْ هَوَاكَ" آپ کا پروردگار آپ کے نفس کی خواہش پوری کرنے میں اتنی جلدی کرتا ہے کہ اِدھر دل میں آیا کہ یہ ہو اُدھر ہو گئی وہ چیز، تو یہ وہی مقام ہے انتہائی کہ جدھر نفس چلے گا حق اُدھر چلے گا اس لیے کہ نفس فنا ہو گیا ہے حق کے اندر تو اس میں کوئی خواہش اُبھرے گی ہی نہیں خلافِ حق اور جب حق کے مطابق خواہش اُبھری تو حق ہی چلا اُدھر یہی شان حضرت عمرؓ کی فرمائی گئی کہ "دَارَ الْحَقُّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ" حق بھی اُدھر کو ہی گھوم جاتا ہے جدھر کو عمرؓ گھومتے ہیں یہ انتہائی مقام ذکر کیا گیا ہے جو سالک کا انتہائی مقام ہے اور مُبتدی کا مقام یہ ہے کہ جدھر کو حق چلے جی چاہے یا نہ چاہے اُس کی پیروی کرے تب جا کر اس کے اندر صفائی پیدا ہوگی۔ تب جا کر اس کے اندر جِلا پیدا ہوگی تو نفس بہرحال اپنی ابتدائی حالت میں آدمی کا دُشمن ہے۔ اِنَّ اَعْدٰى عَدُوِّكَ الَّذِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ تمہارے دو پہلوؤں میں جو بیٹھا ہُوا ہے وہ ہے تمہارا دُشمن تو جتنی مصیبتیں آتی ہیں وہ اس نفسِ امّارہ کی خواہشات پُوری کرنے پر آتی ہیں حقیقت میں یہ بُنیاد ہوتا ہے۔ ظاہر میں آپ کچھ عُذر پیش کریں کہ فلانے نے مجھے مارا فلانے نے ظُلم کیا۔ حقیقت میں ظُلم آپ نے خود کیا دوسرا ذریعہ بنا اُس ظُلم کا قرآن کریم میں بھی یہی ہے کہ قیامت کے دن یہی کہا جائے گا۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ اللہ نے اُن پر ظُلم نہیں کیا اُنھوں نے خود اپنے نفس پر ظُلم کیا تو آدمی ظالم اپنے نفس کے لیے خود بنتا ہے دوسروں پہ خواہ مخواہ وہ ٹالتا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت

اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے واضح مثال کہ ایک شخص کو مثلاً پھانسی دی گئی اس کی لاش ٹنگی ہوئی تھی تو چند عُقلا جمع ہُوئے کہ بھئی اس کی موت کا سبب کیا ہُوا ایک نے کہا کہ کُھلا سبب موجود ہے گلے میں پھندا پڑا ہُوا ہے۔ پھندا پڑنے سے سانس گھٹ گیا موت واقع ہو گئی، دوسرے نے کہا تم نہیں سمجھے اصلیت، پھندا خود بخود تھوڑا ہی پڑ گیا اصل میں اس کی موت کا سبب وہ تختہ ہے جو پاؤں کے نیچے تھا، وہ بھنگی نے کھینچ لیا تو پھندا پھنسا اور پھندا پھنسا تو جان نکل گئی تو موت کا سبب پھندا نہیں بلکہ تختہ ہے، تیسرے نے کہا کہ تو بھی بے بیوقوف ہے احمق، تو بھی نہیں سمجھا تختہ خود بخود تھوڑا ہی سرک گیا وہ تو بھنگی نے سرکایا ہے جب بھنگی نے تختہ کھینچا تو پھندا لگا اور پھندا لگنے سے سانس گھٹا اور موت واقع ہوئی تو موت کا سبب نہ پھندا ہے نہ تختہ ہے بلکہ بھنگی ہے، چوتھے نے کہا

تو بھی بے وقوف ہے بھنگی کو کوئی ذاتی عداوت تھی کہ خواہ مخواہ اُس نے تختہ کھینچ لیا مجسٹریٹ کا حکم اُسے ملا تھا اُس آرڈر کے سبب سے بھنگی نے تختہ کھینچا اور تختہ کھینچنے سے پھندا پڑا پھندا پڑنے سے جان نکلی تو موت کا سبب مجسٹریٹ کا حکم ہے، پانچویں نے کہا تم بھی اصلیت کو نہیں پہنچے، مجسٹریٹ کو کوئی ذاتی عداوت تھی، کوئی پشتینی عداوت تھوڑا ہی تھی اُس کو اصل میں مجسٹریٹ نے حکم اس لیے دیا کہ اِس نے قتلِ ناحق کیا تھا، اِس نے قتلِ ناحق کیا ثابت ہوگیا کہ یہ قاتل ہے مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ اِسے بھی پھانسی دے دو تو موت کا سبب یہ خود ہے، نہ مجسٹریٹ ہے نہ بھنگی ہے نہ تختہ ہے نہ پھندا ہے اصل میں یہ خود ہے موت کا سبب تو جتنا بھی آدمی کے اُوپر وبال آتا ہے وہ کسی کو سبب بنائے کسی پر ڈالے حقیقت میں انجام کار نکلے گا کہ وہ خود ظالم ہے اس نے اپنے اُوپر ظلم کیا تو اس نفسِ ظالم کو اگر آپ عادل بنا دیں اور بے رُخ ہو کر عدل پیدا کر دیں وہی نفسِ کامل ہو جائے گا اسی کو کامل بنانے کے لیے شریعتیں آئیں کہ نفس کا ظلم ہٹا کہ اس میں عدل پیدا کیا جائے نفس کا جہل مٹا کر اس میں علم پیدا کیا جائے ایک طرف تعلیم کا سلسلہ جاری ہو کہ جس سے علم آئے ایک طرف تربیت کا سلسلہ جاری ہو کہ جس سے اعتدال اور عمل اخلاق میں پیدا ہو، دُنیا کی چیزیں تعلیم اور تربیت نکل آئیں جس قوم میں تعلیم نہیں ہے یقیناً تنزل اور پستی میں گرے گی۔ دُنیا کی کوئی قوم کبھی عروج نہیں پا سکتی جب تک کہ اس کے اندر تعلیم اور ٹریننگ نہ ہو کوئی دُنیا کو مقصد بنالے تو دُنیاوی تعلیم لے گی دُنیوی طور پر ٹریننگ کرے گی۔ کوئی دین کو مقصد بنالے تو دینی تعلیم لے گا۔ دینی تربیت حاصل کرے گا۔ بہر حال جو قوم تعلیم میں نہیں پڑتی وہ ذِلت اور رسوائی کی طرف جاتی ہے۔

دل و دماغ بنانے کا واحد ذریعہ تعلیم ہے

اس لیے کہ دل و دماغ بنانے کا واحد ذریعہ تعلیم ہے۔ تعلیم سے جس طرح چاہو ڈھال دو دل و دماغ کو اچھی تعلیم دو گے اچھے بن جائیں گے۔ دل و دماغ، بُری تعلیم دو گے بُرے بن جائیں گے۔ جب انگریزوں کا ابتدائی تسلّط ہوا ہندوستان میں تو مُسلمانوں کو عام طور سے تنفّر اور نفرت کی بناء بھی ظاہر تھی کہ ان کے ہاتھ سے حکومت چھیننے والے تو انگریز ہی تھے تو اُن کے دل میں کب گنجائش ہو سکتی تھی، ایک تنفّر قائم اس کے لاکھ جتن کیے کہ نکل جائے نہیں نکلی نفرت، میکالے نے تدبیر بنائی کہ مَیں تعلیمی سکیم لے کر چلتا ہوں اس تعلیم سے اُن کے دل و دماغ بدل دو تو نفرت آپ

ہی نکل جائے گی، پھر تو تمہارا کلمہ پڑھیں گے تو تعلیم سکول اور کالج کی شروع ہوتی۔

لارڈ میکالے کا اعلان

اب اس نے اعلان کیا کہ ہماری تعلیم کا مقصد میکالے کا یہ اعلان چھپا ہُوا ہے کہ "ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیّار کرنا ہے جو رنگ ہے جو رنگ اور نسل لے لحاظ سے ہندوستانی ہوں اور فکر اور دل و دماغ کے لحاظ سے فرنگستانی ہوں" تو تعلیم کامیاب ہوئی دل و دماغ بدل گئے اور اس درجہ بدلے کہ نظریات ہی بدل گئے۔ قلوب کا رُخ ہی بدل گیا پھر وہ ہر چیز انگریز ہی کی پسند کرنے لگے تو غلط طریق ہُوا کہ انگریزوں کی جو صنعت وحرفت تھی ترقیات تھیں ٹیکنیکل ترقیات اور مکینیکل ترقیات وہ عملی چیزیں حاصل کرتے اور نظریات اسلامی قائم رکھتے۔ اُلٹا کر دیا کہ نظریات تو ان کے لیے اور عملیات اُن کے ترک کر دیے تو پستی میں پڑ گئے۔ دین کے لحاظ سے بھی دنیا کے لحاظ سے بھی، دُنیوی ترقیات میں اُن کے طریق عمل کو لیتے اور نظریات و اعتقادیات دین کے مطابق رکھتے، اُلٹا قصہ کر دیا کہ تعلیم پاکر نظریات تو وہ ہو گئے جواُن کے تھے اور عمل اپنا ختم ہو گیا کہ اُن کے عمل سے کوئی عبرت نہ پکڑی بہر حال میکالے نے یہ ایک اعلان کیا کہ ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیّار کرنا ہے جو رنگ اور نسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ کے لحاظ سے انگلستانی ہوں، اس سے ایک جنبہ بہہ پڑا۔

دارالعلوم دیوبند کی بنا اور اس کا مقصد

اس وقت حضرت مولانا محمدّ قاسم نانوتوی ؒ مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ یہ بزرگ کھڑے ہُوئے اُنھوں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالی اور اس کے تحت میں ہزارہا مدارس مُلک میں قائم کیے اور اُنھوں نے بھی اعلان کیا کہ "ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیّار کرنا ہے جو رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں اور فکر اور دل و دماغ کے اعتبار سے عربستانی اور اسلامستانی ہوں"، تو ایک جنبہ کو بچالے گئے ورنہ بہہ پڑا تھا یہ سیلاب اور پُورا ہندوستان بہہ جاتا، مگر ایک بڑا جنبہ بچ گیا ان لوگوں کے اعلان سے اُنھوں نے سکولوں کا جال پھیلایا۔ اِنہوں نے دینی مدارس کا جال پھیلا دیا جس سے آج ہم اور آپ اسلامی صُورت لیے ہُوئے ہیں۔ اسلام کا نام لیتے ہیں۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ہندوستان میں مدارسِ دینیہ نہیں تھے تو شرک وبدعت کے سوا ہندوستان میں کچھ نہ ہوتا کوئی مسئلہ بتلانے والا نظر نہ آتا، یہ ان مدارس اور ان عُلماء کا طفیل ہے کہ آج مسئلہ بتلانے والے موجود ہیں تو دین کا تحفظ مذہب کا

تحفّظ اس کی تعلیم کے تحفّظ سے ہوتا ہے جس مذہب کی تعلیم گُم ہو جاتی ہے وہ مذہب گم ہو جاتا ہے اس لیے سب سے زیادہ ضروری ہمارے انگلستانی بھائیوں کے لیے ہے کہ اگر وہ اپنے دین کو سنبھالنا چاہتے ہیں تو اپنا تعلیمی نظام دُرست کریں ایسے مدارس قائم کریں کہ جس میں اللہ اور رسول کا قانُون اُن کے ذہنوں میں جمے وہ دوسری تعلیم بھی پائیں اس سے کوئی انکار نہیں ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ سائنس حاصل نہ کریں آپ فلسفہ حاصل نہ کریں سب کچھ حاصل کیجیے، مگر اپنی بُنیاد تو قائم کر لیجیے، بُنیاد آپ اپنی قائم نہ کریں اور دوسرے کی بُنیاد پر آپ تعمیر کریں تو کل کو وہ کہہ سکتا ہے کہ زمین میری ہے ملبہ اُٹھاؤ یہاں سے، آپ کے ہاتھ میں نہ زمین رہے گی نہ ملبہ رہے گا، لیکن اگر آپ کی بُنیاد اپنی ہے اور تعمیر کر رہے ہیں تو دوسرے کی مجال نہیں ہے کہنے کی کہ ملبہ اُٹھاؤ زمین میری ہے، آپ کہیں گے زمین ہماری ہے' اپنی بُنیاد پر قائم ہوجئے پھر دوسروں کی ترقیات سے چیزیں لیجیے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسلام کوئی مانع نہیں ہے، وہ تو بُنیاد تو قائم کیجیے اور بُنیاد بلا شُبہ قائم ہوتی ہے تعلیم سے نہ پروپیگنڈہ سے قائم ہوتی ہے نہ تصنیف تالیف سے قائم ہوتی ہے نہ کسی سلسلہ سے دل و دماغ کی تعمیر ہمیشہ تعلیم نے کی ہے، تو تعلیم کا نظام مضبوط کیجیے مدارس قائم کیجیے عُلماء پیدا کیجیے جب تک پیدا ہوں بُلائیے عُلماء کو ان کو رکھیے ان کے ذریعے سے عُلماء بنائیے۔ یہاں سے بچے بھیجیے کہ وہ عالم بن کر آئیں اور دین کی تعلیم دیں جب تک یہ سلسلہ نہیں کریں گے تعمیر ممکن نہیں ہے آپ کے دل و دماغ کی ذہن نہیں بنے گا آپ کا ذہن تو بنتا ہے تعلیم سے، آج میں تقریر کر رہا ہوں۔ تقریر کرنے سے فائدہ ہے، ضرور ہے، کچھ بھولا ہُوا سبق یاد آجائے گا ——— لیکن ذہن بن جائے وہ تو تربیت سے بنے گا۔ تقریریں ذہن نہیں بناتیں وہ تو بھولا ہُوا سبق یاد دلا دیتی ہیں، لیکن سبق پڑھانا یہ مقرّر کا کام نہیں ہے یہ مُعلّم کا کام ہے کہ سبق پڑھا کر دل میں جاتے ایک چیز کو اور تربیت کر کر اُس کو اُبھارے یہ مُربّی کا اور مُعلّم کا کام ہے۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

(قسط : ۱۶)

حیلے اور بہانے

عورتوں کا یہ کہنا کہ آنکھ یا دل کا پردہ کافی ہے اس کا جواب

(۶۱) بعض جہالت کی ماری یُوں کہتی ہیں کہ آنکھ کا پردہ کافی ہے۔ کبھی کہتی ہیں کہ دل کا پردہ ہونا چاہیے شریعت کے حکم کے سامنے اپنی طرف سے مسئلے گھڑنا بہت بڑی حماقت ہے اور شریعت کا مقابلہ ہے، اگر دل کا پردہ کافی ہوتا تو عورتوں کو پردہ کے اندر رہنے کا حکم کیوں ہوتا ؟ اور موٹی چادریں اوڑھنے اور خاص طور سے سر اور سینہ ڈھانکنے کا خصوصی حکم کیوں دیا جاتا ؟ اور نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہو کر آنے سے کیوں منع کیا جاتا؟[۱] اور یہ بات کہ نظر کا پردہ کافی ہے، یہ اس وقت چل سکتی تھی کہ جب سب مرد نظریں نیچی رکھتے اور سب عورتیں بھی نظریں نیچی رکھنے کی پابندی کرتیں، کوئی بھی نامحرم مرد یا عورت کسی نامحرم کو ہرگز نہ دیکھتا، لیکن چونکہ نظروں پر قابو نہیں رہتا، نفس اور شیطان کی شرارت سے نظر ڈال لی جاتی ہے۔ اس لیے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابی خواتین نے پردہ کیا[۲] جب یہ بات ہے تو آج کون شخص ایسا ہے جو آپ سے زیادہ دل کا پاک و صاف ہو

---

[۱] فی سورۃ النور " وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ "
و فی سورۃ الاحزاب " يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ "
قال فی الجلالین : ای یرخین بعضها علی الوجوه اذا خرجن لحاجتهن الاعینا واحدة اھ ص ۳۵۷ [۲] اس حدیث کا حوالہ آگے آرہا ہے۔ ۱۲

سکتا ہے؟

حج کے موقع بے پردگی کے مظاہرہ کی تردید

حج کے موقعہ پر بڑی بڑی پردہ والی بے پردہ ہو جاتی ہیں پانی کے جہاز میں اور ہوائی جہاز میں اور جدّہ، مکّہ اور مدینہ میں نامحرموں کے جُھرمٹ میں گھس جاتی ہیں۔ طواف کرتے ہوئے اور منیٰ و عرفات اور مزدلفہ میں بلا جھجک مردوں میں گھسی رہتی ہیں۔ اگر کوئی پردہ کو کہے تو کہہ دیتی ہیں کیا حج میں بھی پردہ ہے؟ حج میں پردہ کیوں نہیں، کس جاہل نے یہ بتایا کہ حج میں پردہ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حج میں تھے۔ جب مرد ہمارے پاس سے گزر رہے تھے تو ہم اور ہماری ساتھ والی خواتین چہرہ کے سامنے کپڑا لٹکا لیتی تھیں۔ (یہ حدیث ابوداؤد شریف میں ہے[۳])

احرام کا یہ مطلب نہیں کہ نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولے

(۶۲) مسئلہ کی صورت اتنی سی ہے کہ عورت احرام میں ہو تو چہرہ کو کپڑا نہ لگائے، کپڑا نہ لگنا اور بات ہے اور نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولنا دوسری چیز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حالتِ احرام میں پردہ کرنے کا طریقہ بتادیا کہ چہرہ کے سامنے کپڑا لٹکائیں۔ اسی پر سب عورتیں عمل کریں۔

پھر یہ احرام تو چند دن ہی رہتا ہے، احرام کے دنوں کے علاوہ پورے سفرِ حج اور سفرِ عمرہ میں دو تین ماہ بے پردہ ہو کر رہنا کس دلیل سے جائز ہے اور پھر چہرہ سے بڑھ کر ننگے سر پھرنا یا باریک دوپٹے اوڑھ کر سر کے بالوں کو جھلکانا اور دوسرے اعضاء (بازو وغیرہ) کو دکھانا، اس کی کیا دلیلِ جواز ہے؟ کیا یہ بھی کوئی احرام کا مسئلہ ہے؟ کیا حج میں مرد مرد نہیں رہتے یا سب سگے باپ یا سگے بھائی بن

۳؎ باب فی المحرمۃ تغطی وجہہا ۱۲

جاتے ہیں ؟

بعض عورتیں خاص طور سے مدینہ منوّرہ میں پردہ کرنے کو بُرا سمجھتی ہیں جب کوئی عورت پردہ کرتی ہے تو دوسری عورتیں کہتی ہیں، ارے لے یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی پردہ کر رہی ہے، ان عورتوں کا یہ سوال عجیب ہے، حدیث مُبارک میں تو یُوں آیا ہے کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک پرچہ دینا چاہا، آپ نے اپنا دست مبارک سکیڑ لیا۔ اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس نے عرض کیا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخونوں کی سفیدی کو بدل دیتی، یعنی مہندی لگا لیتی[1] اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ صحابی خواتین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بے پردہ ہوکر نہیں آتی تھیں۔

عورتوں کا مدینۂ منوّرہ میں بے پردہ گھومنے کا غلط حیلہ

پھر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ یہ جو ہزاروں مرد مسجدِ نبوی اور مدینۂ منوّرہ کے گلی کوچوں اور راستوں اور بازاروں میں چل پھر رہے ہیں یہ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہیں ہیں ان سے پردہ کیوں نہیں؟ کیا یہ سب سگے بھائی ہیں؟ کیا ان کے مرد ہونے میں شک ہے؟ کچھ ہوش کی بات کریں۔

پیروں کے سامنے بے پردہ آنا یہ پیر خود بھی ڈوبے اور مُریدوں کو بھی لے ڈوبے

(٦٣) بہت سی عورتیں پیروں سے پردہ نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ یہ تو پیر میاں ہیں ان سے کیا پردہ؟ یہ بات ان کو جاہل پیروں نے سکھائی ہے تاکہ عورتوں کے جھرمٹ میں گھسے رہیں، ایسا شخص پیر و مُرشد ہی نہیں جو شریعت کے خلاف چلتا ہو اور نامحرم عورتوں میں گھستا ہو، اُن سے ٹانگیں دبواتا ہو، یا اُن کو ہاتھ لگاتا ہو، ایسے جھوٹے پیروں نے اپنا بھی ناس کھویا اور اپنے مُرید اور مریدنیوں کو بھی ڈبو دیا ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد کہ مَیں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر کوئی بھی مُرشد نہیں ہے، جب آپ نے عورتوں کو بیعت

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ٣٨٣

فرمایا تو ارشاد فرمایا" اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ[1] (ترجمہ) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، جو لوگ واقعی اصلی اور حقیقی پیر ہیں وہ تو نامحرم عورتوں کو نہ اپنے سامنے بلاتے ہیں نہ بیعت کے وقت ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

مولانا سہارن پوریؒ کا ایک واقعہ

ہمارے دادا پیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ جب عورتوں کو مرید کرتے تھے تو درمیان میں موٹا پردہ ڈالنے کے باوجود پردہ کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے کہا کہ حضرت جب درمیان میں پردہ ڈال لیا تو منہ دوسری طرف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سُن کر فرمایا کہ تمھیں کیسے پتہ چلا کہ میرا مُنہ کس طرف ہے تمھارے اس سوال سے معلوم ہو گیا کہ تم جھانکا تانکی کرتی ہو، اس وجہ سے میں پردہ کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھتا ہوں۔

نامحرموں کو تانک جھانک کرنے پر تنبیہ

(۶۴) بہت سی عورتیں خود تو پردہ کر لیتی ہیں لیکن نامحرم مردوں کو جھانکتی رہتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

ایک نابینا صحابی کا واقعہ

حدیث شریف میں ایک قصّہ وارد ہوا ہے اسے غور سے پڑھیں، حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میمونہ (یہ بھی ازواجِ مطہرات میں سے ہیں) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھیں کہ اچانک (ایک صحابی) ابن ام مکتوم آگئے (جو نابینا تھے) وہ داخل ہونے لگے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو، مَیں نے عرض کیا، کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟

اس پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تو کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟[2]

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ عورتیں بھی مردوں کو نہ دیکھیں خُوب سمجھ لو۔

---

[1] مؤطا امام مالکؒ (ماجاء فی البیعہ) [2] مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۹ از احمد، ترمذی، ابوداؤد

(قسط:۴)

الخلیفۃ المہدی
فی الاحادیث الصحیحۃ

• تالیفِ لطیف •

المحدث النبیل و المجاہد الجلیل شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تقدیم، تعلیق، تحشیہ

مولانا حبیب الرحمن صاحب قاسمی اُستاذ دارالعلوم دیوبند

(۲۰)　وَبِاِسْنَادِہ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ رَجُلٌ یُقَالُ لَہُ السُّفْیَانِیُّ فِیْ عُمْقِ دِمَشْقٍ وَعَامَّۃُ مَنْ یَتْبَعُہ مِنْ کَلْبٍ فَیَقْتُلُ حَتّٰی یَبْقَرَ بُطُوْنَ النِّسَاءِ وَیَقْتُلَ الصِّبْیَانَ فَتَجْتَمِعُ لَھُمْ قَیْسٌ فَیَقْتُلُھَا حَتّٰی لَا یَمْنَعَ ذَنَبُ تَلْعَۃٍ(۱) وَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فِی الْحَرَمِ فَیَبْلُغُ السُّفْیَانِیَّ فَیَبْعَثُ اِلَیْہِ جُنْدًا مِّنْ جُنْدِہ یَھْزِمُھُمْ فَیَسِیْرُ اِلَیْہِ السُّفْیَانِیُّ بِمَنْ مَعَہ حَتّٰی اِذَا صَارَ بِبَیْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِھِمْ فَلَا یَنْجُوْ مِنْھُمْ اِلَّا الْمُخْبِرُ عَنْھُمْ - قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ وَوَافَقَہُ الذَّھَبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی(۲)

(۲۱)　وَبِاِسْنَادِہ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَسَأَلَہ رَجُلٌ عَنِ الْمَھْدِیِّ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھَیْھَاتَ ثُمَّ عَقَدَ بِیَدِہ

۲۰　حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دمشق کے اطراف سے سفیانی نامی ایک شخص خروج کرے گا۔ جس کے عام پیروکار قبیلۂ کلب کے لوگ ہوں گے یہ جنگ کرے گا۔ یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں تک کو قتل کرے گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے قبیلۂ قیس کے لوگ مجتمع ہوں گے۔ سفیانی ان سے بھی جنگ کرے گا اور اس کثرت سے لوگوں کو قتل کرے گا کہ مقتولین سے کوئی وادی خالی نہ بچے گی (اسی دوران) میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کا ظہور حرم میں ہوگا (مُراد خلیفۂ مہدی ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی تو اپنا ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے بھیجے گا۔ اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو خود سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلے گا۔ یہاں تک کہ جب مقامِ بیداء (یعنی مکّہ ومدینہ کے درمیان واقع چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو ان سب کو زمین دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک مخبر کے کوئی بچہ نہ بچے گا۔ (مستدرک ج ۴ ص ۵۲۰)

۲۱　حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ محمّد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمّد بن الحنفیہ نے کہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ اس شخص نے ان سے مہدی کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت نے برِ بنائے

---

(۱) ذنب تلعة- يريد كثرته وانه لا يخلوا منه موضع - والتلاع هي مسائل الماء من علو الى سفل جمع تلعة(مجمع البحار ج١ص١٤٤.

(۲) ج٤ ص٥٢٠.

سَبْعًا فَقَالَ ذَاكَ يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اللّٰهُ اللّٰهُ قُتِلَ فَيَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَه قَوْمًا قَزْع(۱) كَقَزْعِ السَّحَابِ يُؤَلِّفُ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لَايَسْتَوْحِشُوْنَ اِلٰى اَحَدٍ وَلَايَفْرَحُوْنَ بِاَحَدٍ يَدْخُلُ فِيْهِمْ عَلٰى عِدَّةِ اَصْحَابِ بَدْرٍ لَمْ يَسْبُقْهُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَلَا يُدْرِكُهُمُ الْآخِرُوْنَ وَعَلٰى عَدَدِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْامَعَه النَّهْرَ قَالَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ اَتُرِيْدُه قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّه يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ هٰذَيْنِ الْخَشَبَتَيْنِ قُلْتُ لَاجَرَمَ وَاللّٰهِ لَا اَدِيْمُهُمَا(۲) حَتّٰى اَمُوْتَ فَمَاتَ بِهَا يَعْنِىْ بِمَكَّةَ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى (۳)

تلطف فرمایا دور ہو، پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخرِ زمانہ میں ہوگا اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ) اللہ کے نام لینے والے کو قتل کر دیا جائے گا (ظہورِ مہدی کے وقت) اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو اُن کے پاس اکٹھا کر دے گا ، جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور اُن میں یگانگت و اُلفت پیدا کر دے گا۔ یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ (مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط و ضبط سب کے ساتھ یکساں ہوگا) خلیفۂ مہدی کے پاس اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحابِ بدر (غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام) کی تعداد کے مطابق (یعنی ۳۱۳) ہوگی۔ اس جماعت کو ایسی (خاص جزوی) فضیلت حاصل ہوگی جو اُن سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے یہ بعد والوں کو حاصل ہوگی۔ نیز اس جماعت کی تعداد اصحابِ طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی۔ جنھوں نے طالوت کے ہمراہ نہر (اردن) کو عبور کیا تھا۔ حضرت ابو الطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے مجھ سے پوچھا کیا تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ اور خواہش رکھتے ہو، مَیں نے کہا ہاں تو اُنھوں نے (کعبہ شریف کے) دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۂ مہدی کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا۔ اس پر حضرت ابو الطفیل نے فرمایا۔ بخدا میں ان سے تاحیات جدا نہ ہوں گا۔ (راوی حدیث کہتے ہیں) چنانچہ حضرت ابو الطفیل کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔ (مستدرک ج ۴ ص ۵۵۴)

---

(۱) القزع: قطع السحاب المتفرقة (مجمع البحار ج۳ ص ۱٤۲)

(۲) لاادیمهما ای لاافارقهما

(۳) المستدرك مع التلخيص ج٤ ص ٥٥٤.

(۲۲) وَبِاِسْنَادِہٖ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَرْفُوْعًا لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَمْلَأَ الْاَرْضُ ظُلْمًا وَّجَوْرًا وَّعُدْوَانًا ثُمَّ یَخْرُجُ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ مَنْ یَّمْلَأُھَا قِسْطًا وَعَدْلًا: قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِھِمَا وَوَافَقَہُ الذَّھَبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی(۱)

(۲۳) وَبِاِسْنَادِہٖ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا اَلْمَھْدِیُّ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ اَشَمُّ الْاَنْفِ(۲) اَقْنٰی اَجْلٰی یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّظُلْمًا یَعِیْشُ ھٰکَذَا وَبَسَطَ یَسَارَہٗ وَاِصْبَعَیْنِ مِنْ یَمِیْنِہِ الْمُسَبِّحَۃِ وَالْاِبْھَامِ وَعَقَدَ ثَلٰثَۃً۔ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ الْحَاکِمُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَقَالَ الذَّھَبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَفِیْہِ عِمْرَانُ (الْقَطَّانُ) ضَعِیْفٌ وَلَمْ یُخْرِجْ لَہٗ مُسْلِمٌ(۳)

قُلْتُ قَدْتَقَدَّمَ اَنَّ الْقَوْلَ الرَّاجِحَ فِیْہِ اَنَّہٗ لَیْسَ بِضَعِیْفٍ وَمَادِحُوْہُ اَکْثَرُ وَجَارِحُوْہُ قَلِیْلُوْنَ مَعَ کَوْنِ جَرْحِھِمْ غَیْرَ مُسَلَّمٍ وَّمُبْھَمًا وَاَخْرَجَ لَہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

---

۲۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ زمین ظلم و جور اور سرکشی سے بھر جائے گی، بعد ازاں میرے اہلِ بیت سے ایک شخص (مہدی) پیدا ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (مطلب یہ ہے کہ خلیفۂ مہدی) کے ظہور سے پہلے قیامت نہیں آئے گی) (مستدرک ج ۴ ص ۵۵۷)

۲۳ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہوگا۔ اس کی ناک ستواں و بلند اور پیشانی روشن اور نورانی ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح (اس سے پہلے وہ) ظلم و زیادتی سے بھر گئی ہوگی اور انگلیوں پر شمار کر کے بتایا کہ (وہ خلافت کے بعد) سات سال تک زندہ رہے گا (مستدرک ج ۴ ص ۵۵۷)

۲۴۔ حضرت ام المؤمنین امِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مہدی کا تذکرہ فرمایا (اور اس میں فرمایا کہ) وہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ہوگا۔ (ایضاً)

---

(۱) ایضا ج۴ص۵۵۷، واخرجہ الامام احمد فی مسند ابی سعید الخدری بسند صحیح رجالہ ثقات.

(۲) اشم الأنف: ارتفاع قصبۃ الأنف واستواء اعلاھا واشراف الارنبۃ قلیلا (مجمع البحار ج۲ص۲۱۳)

(۳) ایضا ج۴ص۵۵۷.

(٢٤) وَعِنْدَه عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ الرَّقِّیْ ثَنَازِیَادُ بْنُ بَیَانٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ نُفَیْلٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِیَّ وَهُوَ مِنْ وُّلْدِفَاطِمَةَ۔

سَکَتَ عَلَیْهِ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ الْحَاکِمُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ تَخْرِیْجِه فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَکَذَالِكَ سَکَتَ عَلَیْهِ الذَّهَبِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ تَخْرِیْجِه فِیْ تَلْخِیْصِ الْمُسْتَدْرَكِ وَقَدْ مَرَّ مِنَّا بَیَانُ رِجَالِ السَّنَدِ تَفْصِیْلًا فِیْ رِوَایَاتِ اَبِیْ دَاوٗدَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ الرِّوَایَةَ صَحِیْحَةٌ(١) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(٢٥) وَبِاِسْنَادِه عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا یَخْرُجُ فِیْ آخِرِ اُمَّتِیْ الْمَهْدِیُّ یَسْقِیْهِ اللّٰهُ الْغَیْثَ وَیُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَیُعْطِی الْمَالَ صِحَاحًا(٢) وَتَکْثُرُ الْمَاشِیَةُ وَ تَعْظُمُ الْاُمَّةُ یَعِیْشُ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِیًا یَعْنِیْ حِجَجًا۔ وَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی(٣)

(٢٦) وَبِاِسْنَادِه عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمْلَأُ الْاَرْضُ جَوْرًا وَظُلْمًا فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ عِتْرَتِیْ فَیَمْلِكُ سَبْعًا اَوْ

۲۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری آخری اُمّت میں مہدی پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا۔ اس کے زمانہ (خلافت) میں مویشیوں کی کثرت اور اُمّت میں عظمت ہوگی (وہ خلافت کے بعد) سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔ (مستدرک ج ۴ ص ۵۵۸)

۲۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (آخری زمانہ میں) زمین جور وظلم سے بھر جائے گی تو میری اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا اور سات سال یا نو سال خلافت کرے گا (اور اپنے زمانہ خلافت میں) زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح اس سے پہلے وہ جور وظلم سے بھر گئی ہوگی۔ (ایضاً)

---

(١) ایضاً ج٤ ص٥٥٧.

(٢) ویعطی المال صحاحا ای یعطی اعطاءا صحیحا وسویا

(٣) ایضاً ج٤ ص٥٥٨.

تِسْعًا فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلاً وَقِسْطًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا(۱)- قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ وَ اَخْرَجَہُ الذَّھَبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ تَلْخِیْصِہٖ ثُمَّ سَکَتَ عَلَیْہِ(۲)-

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُو الْعَبَّاسِ الْعَلَّامَۃُ نُوْرُالدِّیْنِ الْھَیْثَمِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ(۳)

(۲۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ اُبَشِّرُکُمْ بِالْمَھْدِیِّ یُبْعَثُ فِیْ اُمَّتِیْ عَلٰی اخْتِلَافٍ مِّنَ النَّاسِ وَزِلْزَالٍ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا یَرْضٰی عَنْہُ سَاکِنُ السَّمَاءِ وَسَاکِنُ الْاَرْضِ یَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا. قَالَ لَہٗ رَجُلٌ مَا صِحَاحًا؟ قَالَ بِالسَّوِیَّۃِ بَیْنَ النَّاسِ وَیَمْلَأُ اللّٰہُ قُلُوْبَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

۲۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو میری اُمّت میں اختلاف و اضطراب کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وجور سے بھری ہو گی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے۔ وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے داد و دہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا، اللہ تعالیٰ (اس کے دورِ خلافت میں) میری اُمّت کے دلوں کو استغناء و بے نیازی سے بھر دے گا۔ (اور بغیر امتیاز و ترجیح کے) اس کا انصاف سب کو عام ہوگا وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو (وہ مہدی کے پاس آ

---

(۱) ایضاج٤ ص٥٥٨.

(۲) وسکت عنه اللذهبی مکتفیا بکلامه علی الحدیث الذی اخرجه الحاکم من طریق آخر قبل هذا الموضع بصفحة فی ج٤ص٥٥٧ ونقله الشیخ ایضا تحت رقم ٢٢ و الله اعلم.

(۳) هو العلامة الإمام الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ابو الحسن الهیثمی المصری القاهری ولد سنة ٧٣٥هـ وتوفی سنة ٨٠٧هـ له کتب وتخاریج فی الحدیث منها مجمع الزوائد ومنبع الفوائد طبع فی عشرة اجزاء قال الکتانی وهو من انفع کتب الحدیث بل لم یوجد مثله کتاب ولاصنف نظیره فی هذا الباب وللسیوطی بغیة الرائد فی الذیل علی معجم الزوائد، لکنه لم یتم وترتیب الثقات لابن حبان، (مخطوطة) وتقریب البغیة فی ترتیب احادیث الحلیة(مخطوطه)

←

وَ سَلَّمَ غِنًى وَّ يَسعهُمْ عَدْلُه حَتّٰى يَأْمُرَ مُنَادِيًا فَيُنَادِيْ فَيَقُوْلُ: مَنْ لَّه فِي الْمَالِ حَاجَةٌ؟ فَمَا يَقُوْمُ مِنَ النَّاسِ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ فَيَقُوْلُ: اَنَا فَيَقُوْلُ لَه! اِئْتِ السَّدانَ يَعْنِي الْخَازِنَ فَقُلْ لَه اِنَّ الْمَهْدِيَّ يَأْمُرُكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ مَالًا فَيَقُوْلُ لَه اِحْثُ فَيَحْثِيْ حَتّٰى اِذَا جَعَلَه فِيْ حِجْرِه وَائْتَزَرَه نَدِمَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ اَجْشَعُ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسًا اَوْعَجَزَ عَنِّيْ مَاوَسِعَهُمْ؟ قَالَ فَيَرُدُّه فَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ فَيُقَالُ لَه اِنَّا لَانَأْخُذُ شَيْئًا اَعْطَيْنَاهُ فَيَكُوْنُ كَذَالِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْتِسْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ لَاخَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَه اَوْقَالَ ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْحَيَاةِ بَعْدَه

قُلْتُ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَ غَيْرُه بِاخْتِصَارٍ كَثِيْرٍ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ بِاَسَانِيْدِه وَ اَبُوْ يَعْلٰى بِاخْتِصَارٍ كَثِيْرٍ وَرِجَالُهُمَا ثِقَاتٌ(۱)

جائے اس اعلان پر) مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ مہدی اس سے کہے گا، خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدی نے مجھے مال دینے کا تمہیں حکم دیا ہے (یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا اپنے دامن میں بھرلے چنانچہ وہ (حسب خواہش) دامن میں بھرلے گا اور خزانے سے باہر لاتے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا کیا) اُمّت محمّدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یُوں کہے گا۔ میرے ہی لیے وہ چیز ناکافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی ووافی ہے۔ (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا۔ مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے۔ مہدی عدل وانصاف اور داد ودہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا۔ اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خُوبی نہیں ہوگی۔

ومجمع البحرين فى زوائد المعجمين والمقصد العلى فى زوائد ابى يعلى الموصلى (مخطوطة) وزوائد ابن ماجة على الكتب الخمسة(مخطوطه) وموارد الظمأن ابى زوائد ابن حبان وغاية المقصد فى زوائد احمد، والبحر الزخار فى زوائد مسند البزار، والبدر المنير فى زوائد المعجم الكبير، وبغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، الاعلام للزركلى ج٤ ص ٢٦٦ والرسالة المستطرفة للكتانى ص ١٤٠-١٤١.

(۱) مجمع الزوائد ج۷ص۳۱۳.

(٢٨) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِیْفَةٍ فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ فَیَأْتِیْ مَکَّةَ فَیَسْتَخْرِجُہُ النَّاسُ مِنْ بَیْتِہ وَھُوَکَارِہٌ فَیُبَایِعُوْہُ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ فَیَتَجَھَّزُ اِلَیْہِ جَیْشٌ مِّنَ الشَّامِ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِالْبَیْدَآءِ خُسِفَ بِھِمْ فَیَأْتِیْہِ عَصَائِبُ الْعِرَاقِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ وَیَنْشَؤُرَجُلٌ بِالشَّامِ وَاَخْوَالُہ مِنْ کَلْبٍ فَیُجَھِّزُ اِلَیْہِ جَیْشٌ فَیَھْزِمُھُمُ اللّٰہُ فَتَکُوْنُ الدَّائِرَةُ عَلَیْھِمْ فَذَالِکَ یَوْمُ کَلْبٍ اَلْخَائِبُ مَنْ خَابَ مِنْ غَنِیْمَةِ کَلْبٍ فَیَفْتَحُ الْکُنُوْزَ وَیَقْسِمُ الْاَمْوَالَ وَیُلْقِی الْاِسْلَامُ بِجِرَانِہ اِلَی الْاَرْضِ فَیَعِیْشُوْنَ بِذَالِکَ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ قَالَ تِسْعَ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَرِجَالُہ رِجَالُ الصَّحِیْحِ (١)

٢٨۔ حضرت ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہُوئے سُنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا۔ (یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر یہ صورتِ حال دیکھ کر) خاندانِ بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ میرے اُوپر بارِ خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکّہ چلا جائے گا۔ (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدی ہیں) اسے گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجرِ اسود و مقامِ ابراہیم کے درمیان زبردستی اسکے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرلیں گے (اس کی بیعتِ خلافت کی خبر سُن کر ایک لشکر مقابلہ کے لیے) شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقامِ بیداء (مکّہ و مدینہ کے درمیانی میدان) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفہ مہدی کے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا پھر خلیفہ مہدی خزانوں کو کھول دیں گے اور خوب داد و دہش کریں گے اور اسلام

---

(١) ایضا ج ٧ ص ٣١٥ ومکان لبن القیم فی المنار المنیف ص١٤٤ وقال رواہ الإمام احمد باللفظین و رواہ ابو داؤد من وجہ آخر عن قتادة عن ابی الخلیل عن عبد اللہ بن الحارث عن ام سلمة نحوہ(وقد مر تحت رقم ١١) و رواہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ من حدیث قتادة عن صالح ابی الخلیل عن صاحب لہ وربما قال صالح عن مجاھد عن ام سلمة والحدیث حسن ومثلہ مما یجوز ان یقال فیہ صحیح.

(۲۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِیَّ قَالَ اِنْ قصرَ فَسَبْعٌ وَاِلَّا ثَمَانٌ وَاِلَّا فَتِسْعٌ وَلَيَمْلَأَنَّ الْاَرْضَ قِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جوْرًا رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُه ثِقَاتٌ وَفِیْ بَعْضِهِمْ بَعْضُ ضُعْفٍ(۱)

(۳۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِی الْمَالَ فِی النَّاسِ حَثْيًا لَا يَعُدُّه عَدًّا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِه لَيَعُوْدَنَّ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَ رِجَالُه رِجَالُ الصَّحِيْحِ (۲)

(۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِی الْمَهْدِیُّ اِنْ قصرَ فَسَبْعٌ وَاِلَّا ثَمَانٌ وَاِلَّا فَتِسْعٌ تَنْعَمُ اُمَّتِیْ فِيْهَا نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا

پورے طور پر دُنیا میں تمام ہوجاتے گا۔ لوگ اسی (عیش و راحت کے ساتھ) سات یا نو سال رہیں گے، (یعنی جب تک خلیفہ مہدی حیات رہیں گے لوگوں میں فارغ البالی اور چین و سکون رہے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۵)

۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر ان کی مدّتِ خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۷)

۳۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمّت میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر تقسیم کرے گا۔ شمار نہیں کرے گا۔ (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بنا پر بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کی قدرت میں میری جان ہے، البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امرِ اسلام مضمحل ہوجانے کے بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرلے گا۔) (مجمع الزّوائد ج ۷، ص ۳۱۷)

۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت میں ایک مہدی ہوگا (اس کی مدّتِ خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری اُمّت اس کے زمانہ میں اس قدر خوش حال ہوگی کہ اتنی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسبِ ضرورت)

---

(۱) ایضا ج ۷ ص ۳۱۷.
(۲) ایضا ج ۷ ص ۳۱۷.

يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَلَايَدَّخِرُ الْاَرْضُ شَيْئًا مِنَ النَّبَاتِ وَالْمَالِ كَدُوْسٌ يَقُوْمُ الرَّجُلُ يَقُوْلُ يَامَهْدِىُّ اَعْطِنِىْ فَيَقُوْلُ خُذْهُ، رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ فِى الْاَوْسَطِ وَرِجَالُه ثِقَاتٌ(۱)

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ(۲)

(۳۲) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ(۳) وَ اَبُوْ دَاوٗدَ(۴) عَنْ يَّاسِيْنَ(۵) الْعِجْلِىِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ(۶) بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِىُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ فِىْ لَيْلَةٍ(۷)

(۳۳) حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ(۸) عَنْ يَّاسِيْنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَه، وَلَمْ يَرْفَعْهُ(۹)

موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اُگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدی کہیں گے (اپنی حسبِ خواہش خزانہ میں جاکر) خود لے لو۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۷)

۳۲-۳۳۔ حضرت علی رضؓ سے مرفوعاً و موقوفاً مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہدی میرے اہلِ بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنادے گا (یعنی اپنی توفیق وھدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچادے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے۔)

(مصنّف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۹۷)

---

(۱) ایضا ج ۷ ص ۳۱۷

(۲) الامام ابوبكر عبد الله بن محمد بن ابى شيبة العبسى مولاهم الكوفى ولد سنة ۱۵۹ وتوفى سنة ۲۳۵هـ حافظ للحديث له فيه كتب منها المسند والمصنف جمع فيه الاحاديث على طريقة المحدثين بالاسانيد وفتاوى التابعين واقوال الصحابة مرتبا على الكتب والابواب على ترتيب الفقه وهو اكبر من مصنف عبد الرزاق بن همام رقبة(الاعلام للزركلى ج۴ص۱۱۷و۱۱۸ والمستطرفة للكتانى ص ۳۶).

(۳) الفضل بن دكين وهو لقب واسمه عمروبن حمادبن زهير بن درهم التيمى مولى آل طلحة ابو نعيم الملائى الكوفى الاحول روى عنه البخارى فاكثر قال احمد ابو نعيم صدوق ثقة موضع للحجة فى الحديث وقال ابن سعد وكان ثقة مامونا كثير الحديث حجة الخ (تهذيب التهذيب ج۸ ص۲۴۳-۲۴۸).

(۴) عمر بن سعد بن عبيد ابو داؤد الحضرى الكوفى وحضر موضع بالكوفة قال ابن معين ثقة، وقال ابو حاتم صدوق كان رجلا صالحا وقال الأجرى عن ابى داؤد كان جليلا جدا وقال ابن سعد كان ناسكا زاهدا له فضل وتواضع الخ تهذيب التهذيب ج۷ص۳۹۷-۳۹۸.

←

اَقُوْلُ اِنَّ الْفَضلَ بْنَ دُكَيْنٍ وَاَبَادَاوِدَ اَعْنِى الْحِضْرِىَّ الْكُوْفِىَّ وَوَكِيْعًا مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ اَخرجَ لَهُمُ السِّتَّةُ اِلَّا اَبَادَاوِدَ الْحِضْرِىَّ فَلَمْ يُخْرِجْ اِلَّا مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْاَرْبَعَةُ وَاَمَّا يَاسِيْنُ فَهُوَابْنُ شَيْبَانَ وَيُقَالُ ابْنُ سِنَانَ الْكُوْفِىُّ قَالَ الدُّوْرِىُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ صَالِحٌ وَقَالَ اَبُوْزُرْعَةَ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ الْبُخَارِىُّ فِيْهِ نَظَرٌ وَلَا اَعْلَمُ حَدِيْثًا غَيْرَ هٰذَا وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ يَمَانٍ رَاَيْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِىَّ يَسْأَلُ يَاسِيْنَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ عَدِىٍّ وَ هُوَ مَعْرُوْفٌ بِهِ وَوَقَعَ فِىْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ يَاسِيْنَ غَيْرُ مَنْسُوْبٍ فَظَنَّهُ بَعْضُ الْحُفَّاظِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ يَاسِيْنَ بْنَ مُعَاذٍ الزَّيَّاتَ فَضَعَّفَ الْحَدِيْثَ بِهِ فَلَمْ يَصْنَعْ شَيْئًا الخ مِنْ تَهْذِيْبِ التَّهْذِيْبِ وَاَمَّا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الثِّقَاتِ وَقَالَ الْعِجْلِىُّ ثِقَةٌ اَخْرَجَ لَهُ التِّرْمِذِىُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِىُّ فِىْ مُسْنَدِ عَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ الخ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الرِّوَايَةَ رِجَالُهَاثِقَاتٌ وَ تَبَيَّنَ مِنْ كَلَامِ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرِالْعَسْقَلَانِىِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ تَضْعِيْفَ مَنْ ضَعَّفَ الْحَدِيْثَ اِنَّمَا كَانَ نَاشِئًا بِظَنِّهِ الْفَاسِدِ وَلِاَجْلِ هٰذَا صَرَّحَ فِى التَّقْرِيْبِ اَيْضًا، نَعَمْ لَوْكَانَ الْمُرَادُ يَاسِيْنَ الزَّيَّاتَ لَكَانَتِ الرِّوَايَةُ ضَعِيْفَةً وَقَدْنَصَّ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ عَلٰى اَنَّهُ الْعِجْلِىُّ فَالْحَدِيْثُ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ـ

---

(۵) یاسین بن شیبان ویقال ابن سنان العجلی الکوفی - تهذیب التهذیب ج۱۱ ص۱۵۲ وقال الحافظ ایضا فی التقریب الیاسین بن شیبان و ابن سنان العجلی الکوفی لابأس به من السابعة ووهم من زعم انه ابن معاذ الزیات-ص۲۷۳،

(۶) ابراهیم بن محمد ابن الحنفیة قال محمد بن اسحاق العجلی ثقة الخ تهذیب التهذیب ج۱ ص۱۳٦.

(۷) مصنف ابن ابی شیبة ج۱۵ ص۱۹۷ طبع الدار السلفیةبمبئی الهند. تهذیب التهذیب ج ۱۱ ص ۱۰۹-۱۱٤. أی یتوب علیه ویوفقه ویلهمه ویرشده بعد ان لم یکن کذلك (الفتن و الملاحم ابن کثیر ج ۱ ص ۳۱) وهذا الحدیث اخرجه الحفاظ فی کتبهم منهم الحافظ ابو عبد الله محمد بن یزید ابن ماجة فی سننه فی کتاب الفتن و الحافظ ابو بکر البیهقی و الامام احمد بن حنبل فی مسند علی بن ابی طالب وقال الشیخ احمد شاکر اسناده صحیح .

(۸) وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسی ابو سفیان الکوفی الحافظ قال الامام احمد بن حنبل ما رأیت ادعی للعلم من وکیع و لا احفظ منه وقال نوح بن حبیب القومسی رأیت الثوری ومعمرا ومالکا فما رأت عینای مثل وکیع الخ تهذیب التهذیب ج ۱۱ ص ۱۰۹ -۱۱٤.

(۹) مصنف ابن ابی شیبة ج۱۵ص ۱۹۷، طبع الدار السلفیة، بمبئی.

(۳۴) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَافِطْرٌ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِیْ يُوَاطِی اسْمُه اسْمِیْ وَاسْمُ اَبِيْه اسْمَ اَبِیْ الخ(۱)

اَقُوْلُ رِجَالُ هٰذَا السَّنَد كُلُّهُمْ رِجَالُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ غَيْرُ فِطْرٍ فَانَّه لَمْ يَرْوِ عَنْهُ مُسْلِمٌ رَحِمَه اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَمَّا الْبُخَارِیُّ وَ الْاَرْبَعَةُ فَقَدْ اَخْرَجُوْا لَه وَثَّقَه اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَعِيْنٍ وَالْعِجْلِیُّ وَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَسْتَضْعِفُه(۲)

(۳۵) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِیْ بَزَّةَ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِیْ يَمْلَأُ هَاعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا(۳)

اَقُوْلُ رِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ كُلُّهُمْ رِجَالُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ غَيْرُ فِطْرٍ فَانَّه مِنْ رُوَاةِ الْبُخَارِیِّ وَالْاَرْبَعَةِ خَلَا مُسْلِمٍ كَمَامَرَّ.

۳۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دُنیا ختم نہ ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدی ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے اور اُس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا۔ (یعنی اس کا نام بھی محمد بن عبداللہ ہوگا۔) (مصنّف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۹۷)

۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر دُنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا (تو اللہ تعالیٰ اسی کو طویل اور دراز کر دے گا اور) میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص (مہدی) کو پیدا کریگا جو دُنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہو گی۔ (مصنّف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۹۸)

---

(۱) مصنف ابن ابی شيبة ج۱۵ ص۱۹۸.

(۲) فطر بن خليفة القرشی المخزومی مولاهم ابو بكر الخياط الكوفی قال الامام احمد بن حنبل ثقة صالح الحديث وقال احمد كان عند يحيى بن سعيد ثقة قال ابن ابی خيثمة عن ابن معين ثقة وقال العجلی كوفی ثقة حسن الحديث وكان فيه تشيع قليل وقال ابو حاتم صالح الحديث وقال ابو داؤد عن احمد بن يونس كنا نمر علی فطر وهو مطروح لا نكتب عنه وقال النسائی لا بأس به وقال فی موضع آخر ثقة حافظ كيس وقال ابن سعد كان ثقة انشاء الله ومن الناس من يستضعفه وقال

(۳۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا مُوْسَى الْجُهَنِیُّ ثَنِی عُمَرُ بْنُ قَيْسِ الْمَاصِرُ ثَنِیْ مُجَاهِدٌ ثَنِی فُلَانُ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنَّ الْمَهْدِیَّ لَا يَخْرُجُ حَتّٰى يُقْتَلَ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ فَاِذَا قُتِلَتِ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيْهِمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ فَاَتَى النَّاسُ الْمَهْدِیَّ فَزَفُّوْهُ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلٰى زَوْجِهَا لَيْلَةَ عِرْسِهَا وَهُوَ يَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلاً وَّ يُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَ تُمْطِرُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَتَنْعَمُ اُمَّتِیْ فِیْ وِلَايَتِه نِعْمَةً لَمْ تَنْعَمْهَا قَطُّ(۱)

اَقُوْلُ اَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ(۲) بْنُ نُمَيْرٍ فَهُوَالْهَمْدَانِیُّ الْخَارِفِیُّ الْكُوْفِیُّ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ وَاَمَّا مُوْسَى(۳) الْجُهَنِیُّ فَهُوَ مُوْسَى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَوابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُهَنِیُّ الْكُوْفِیُّ وَثَّقَه اَحْمَدُ وَابْنُ مَعِيْنٍ

۳۶- امام مجاہد (مشہور تابعی) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا "نفسِ زکیہ" کے قتل کے بعد ہی خلیفہ مہدی کا ظہور ہوگا۔ جس وقت نفسِ زکیہ قتل کر دیے جائیں گے تو زمین و آسمان والے ان قاتلین پر غضب ناک ہوں گے۔ بعدازاں لوگ مہدی کے پاس آئیں گے اور اُنھیں دولہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کریں گے اور میری زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے۔ (ان کے زمانۂ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار کو اُگا دے گی اور آسمان خوب برسے گا اور اُن کے دورِ خلافت میں اُمّت اس قدر خوش حال ہوگی کہ ایسی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ (مصنّف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۹۸)

ضروری تنبیہ ایک نفسِ زکیہ محمّد بن عبداللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں جنھوں نے خلیفہ منصور عبّاسی کے خلاف ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا اور شہید ہُوتے تھے۔ حدیثِ بالا میں مشہور "نفسِ زکیہ" سے مُراد یہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک دوسرے بزرگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے اور ان کی شہادت کے فوراً بعد مہدی کا ظہور ہوگا۔ شیخ محمّد بن عبدالرسول الزرنجی نے اپنی مشہور تالیف "الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" میں یہ بات بصراحت تحریر کی ہے۔

←
الساجی صدوق . و قال الساجی ایضا وکان یقدم علیا علی عثمان وکان احمد بن حنبل یقول هو خشبی (ای من الخشبیة فرقة من الجهمیة) وقال الدار قطنی فطر زائغ ولم یحتج به البخاری الخ تهذیب التهذیب ج۸ ص ۲۷۰ - ۲۷۱.

(۳) مصنف ابن ابی شیبة ج۱۵ ص ۱۹۸.

(۱) مصنف ابن ابی شیبة ج ۱۵ص ۱۹۹ هو من کلام الصاحبی ولکن له حکم المرفوع لانه لا یعلم من قبل الرأی.
←

وَالنَّسائیُ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ لَابَأْس بِه ثِقَةٌ صَالِحٌ اَخْرَجَ لَه مُسْلِمٌ وَالتِّرْمَذِیُّ وَالنَّسائیُ وَابْنُ مَاجَة وَاَمَّا عُمَرُ(۱) بْنُ قَیْسٍ الْمَاصِرُ فَهُوَالْکُوْفِیُّ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِیْنٍ وَاَبُوْ حَاتِمٍ وَاَبُوْدَاودَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَخْرَجَ لَه اَبُوْدَاودَ وَ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ ذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَذَکَرَهُ ابْنُ شَاهِیْنٍ فِی الثِّقَاتِ قَالَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ یَعْنِیْ الْمِصْرِیَّ عُمَرُ بْنُ قَیْسٍ ثِقَةٌ وَاَمَّا مُجَاهِدُ(۲) فَهُوَ اِمَامٌ مَشْهُوْرٌ اَخْرَجَ لَه الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ وَغَیْرُهُمْ فَالْحَاصِلُ اَنَّ الرِّوَایَةَ صَحِیْحٌ وَرِجَالُهَا کُلُّهُمْ مُوَثَّقُوْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

(۳۷) حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ یُخْبِرُ اَبَاقَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ یُبَایَعُ لِلرَّجُلِ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَلَنْ یَّسْتَحِلَّ الْبَیْتَ اِلَّا اَهْلُه فَاِذَا اسْتَحَلُّوْه فَلَا تَسْئَلْ عَنْ هَلَکَةِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَأْتِی الْحَبَشَةُ فَیُخَرِّبُوْنَ خَرَابًا لَایُعَمَّرُ بَعْدَه اَبَدًا وَهُمُ الَّذِیْنَ یَسْتَخْرِجُوْنَ کَنْزَه(۳)

اَقُوْلُ اَمَّا یَزِیْدُ(۴) بْنُ هَارُوْنَ فَهُوَالسُّلَمِیُّ اَبُوْخَالِدِنِ الْوَاسِطِیُّ اَحَدُالْاَعْلَامِ الْحُفَّاظِ الْمَشَاهِیْرِ رَوٰی عَنْهُ السِّتَّةُ قَالَ اَحْمَدُ کَانَ حَافِظًا مُتْقِنًا وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ اِمَامٌ لَایُسْئَلُ عَنْ مِثْلِه وَاَمَّا ابْنُ اَبِیْ

۳۷۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص (یعنی مہدی) سے حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور کعبہ کی حرمت وعظمت اس کے اہلِ ہی پامال کریں گے اور جب اس کی حرمت پامال کردی جائے گی تو پھر عرب کی تباہی کا حال مت پوچھو (یعنی ان پہ اس قدر تباہی آئے گی جو بیان سے باہر ہے) پھر حبشی چڑھائی کردیں گے اور مکہ معظمہ کو بالکل ویران کردیں گے اور یہی کعبہ کے (مدفون) خزانہ کو نکالیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۹۹)

---

(۲) عبد الله بن نمير الهمدانى الخارنى ابو هشام الكوفى ثقة صاحب حديث من اهل السنة من كبار التاسعة الـخ (تقريب ص ١٤٤ وخلاصة التذهيب ص ٢١٧ وقال العجلى ثقة صالح الحديث صاحب سنة وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث صدوق تهذيب التهذيب ج٤ ص٥٢-٥٣.

(۳)موسى الجهنى فهو موسى بن عبد الله ويقال ابن عبد الرحمن الجهنى ابو سلمة الكوفى ثقة عابد، لم يصح ان القطان طعن فيه (التقريب ص٢٥٧) ووثقه القطان وقال العجلى ثقة فى عداد الشيوخ وقال ابوزرعة صالح وذكره ابن حبان فى الثقات وقال ابن سعد كان ثقة قليل الحديث (تهذيب التهذيب ج١٠ص٣١٦).

(۱)عمر بن قيس الماصر بن ابى مسلم الكوفى ابو الصباح مولى ثقيف قال ابن معين وابو حاتم ثقة وقال الأجرى سئل ابو داؤد عن عمر بن قيس فقال من الثقات وابوه اشهر واوثق وذكره ابن حبان

ذئب(۱) فهو مُحَمَّدُ بْنُ عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ الْحَارِثِ بْن ابى ذئب الْقُرَشِيُّ الْعَامِرِيُّ مِنْ أَئِمَّةِ الْمَدَنِیِّ اَحدُ الْاَعْلَامِ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ قَالَ اَحْمَدُ يُشبهُ بِابْنِ الْمُسَيَّبِ وَهُوَ اَصْلَحُ وَ اَوْرَعُ وَاَقوَمُ بِالْحَقِّ مِنْ مَّالِكٍ وَاَمَّا سَعِيْدُ بْنُ سِمْعَانَ(۲) فَهُوَالْاَنْصَارِيُّ الزُّرَقِیُّ اَخْرَجَ له اَبُوْدَاود وَالتِّرْمَذِیُّ وَالنَّسائیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ جُزْءِ الْقِرَءَةِ وَ قَالَ النَّسائیُّ ثِقَةٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فی الثِّقَاتِ وَقَالَ الْبِرْقَانِیُّ عَنِ الدَّارِ قُطْنِیِّ ثِقَةٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ تَابِعِیٌّ مَعْرُوْفٌ وَقَالَ الْاَزْدِیُّ ضَعِيْفٌ الخ

وَهٰذَا مَاوَجَدْنَاهُ بِخَطِّ الشَّيْخِ الْمَدَنِیِّ قُدِّسَ سِرُّهُ وَقَدِ اطَّلَعْتُ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الْوَارِدَةِ فِیْ ذِكْرِ الْمَهْدِیِّ فَاوْرَدْ تُهَاتَتِمَّةً وَتَعْمِيْمًا لِلْفَائِدَةِ وَاِلَيْكُمْ تِلْكَ الْاَحَا دِيْثَ۔

تشریح مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تک اہلِ حبشہ تم سے جنگ نہ کریں تم بھی ان سے نہ لڑو کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی پنڈلیوں والا نکالے گا۔ اس مضمون کی دیگر صحیح حدیثیں بھی موجود ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی قدس سرہٗ اپنے رسالہ "قیامت نامہ" میں لکھتے ہیں کہ جب سارے ایمان دار جہان سے اُٹھ جائیں گے، تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت ساری روئے زمین پر پھیل جائے گی۔ وہ کعبہ کو ڈھا ڈالیں گے اور حج موقوف ہوجائے گا

(ترجمہ قیامت نامہ ص ۲۲ از مولانا محمد ابراہیم دانا پوریؒ)

→

فی الثقات وذكره ابن شاهين فی الثقات (تهذيب التهذيب ج۷ ص ۴۳۰ - ۴۳۱).
(۲) اما مجاهد، فهو مجاهد بن جبر امام مشهور من كبار التابعين قال الذهبی اجمعت الامة على امامة مجاهد والاحتجاج به(تهذيب التهذيب ج۱۰ص ۳۸ - ۴۰)
(۳) مصنف ابن ابی شيبة ج ۱۵ ص ۵۳.
(۴) يزيدبن هارون بن وادی ويقال زاذان بن ثابت السلمی مولاهم ابو خالد الواسطی احد الاعلام الحفاظ المشاهير قيل اصله من بخاری قال احمد كان حافظا للحديث وقال ابن المدينی ما رأيت احفظ منه وقال ابن معين ثقة وقال العجلی ثقة ثبت وقال ابوحاتم ثقة امام صدوق لا يسأل عن مثله(تهذيب التهذيب ج۱۱ ص ۳۲۱- ۳۲۳)
(۱) ابن ابی ذئب فهو محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة بن الحارث بن ابی ذئب القرشی العامری وابو الحارث المدنی قال احمد صدوق افضل من مالك الا مالكا اشد تنقية للرجال منه وقال ابن معين ابن ابی ذئب ثقة وكل من روی عنه ابن ابی ذئب ثقة الا ابا جابر البياضی وكل من روی عنه مالك ثقة الا عبدالكريم ابا امية وقال ابن حبان فی الثقات كان من فقهاء اهل المدينة وعبادهم وكان اقول اهل زمانه للحق (تهذيب التهذيب ج۹ ص ۲۷۰- ۲۷۲).
(۲) سعيد بن سمعان الانصاری الزرقی مولاهم المدنی (تهذيب التهذيب ج۴ ص ۴۰ وقال الحافظ فی التقريب سعيد بن سمعان الانصاری الزرقی مولاهم المدنی ثقة لم يصب الازدی فی تضعيفه من الثالثة.(۲۳۸ طبع فی بيروت ۱۴۰۸ هـ).

مولانا عبد الحفیظ صاحب
فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(قسط: ۱)

فضائل سورۂ اخلاص

سفرِ حج کے دوران مکہ مکرمہ میں جیبی سائز کی ایک کتاب راقم الحروف کی نظر سے گزری جس میں سورۂ اخلاص کی فضیلت سے متعلق چالیس احادیث جمع کی گئی ہیں۔ یہ کتاب علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (م ۹۱۱ھ) کے شاگردِ رشید علامہ یُوسُف بن عبداللہ الاَرْمِیُوْنِی الشافعی رحمہ اللہ (م ۹۵۸ھ) کی تالیف ہے احقر نے اس کا مطالعہ کیا تو بہت مفید پایا، دِل میں خیال آیا کہ اگر اس کا ترجمہ کر کے قسط وار شائع کر دیا جائے تو عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں گے، چنانچہ احباب کے مشورہ سے بنامِ خدا اس کتاب کا ترجمہ نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔

علامہ اَرْمِیُوْنِی رح حمد و صلاۃ کے بعد فرماتے ہیں۔

"سورۂ اخلاص کے متعلق یہ چالیس احادیث ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار یُوسُف بن عبداللہ الحسینی الارمیونی الشافعی شاگرد شیخ الاسلام وحجۃ الانام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے۔

سببِ نزول

حدیث (۱) واقدی نے اسباب النزول میں ذکر کیا ہے کہ چند یہودی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے اپنے ربّ کی صفات ذکر فرمائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات تورات میں ذکر فرمائی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ اخلاص نازل فرمائی[۱]

---

[۱] تفسیر طبری ج ۳۰ - ص ۳۴۳ تفسیر درمنثور ج ۶ - ص ۴۱۰

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اپنے رب کا نسب بتلایئے اس پر سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ نازل ہوئی۔

حدیث (۲)

عن ابی بن کعب - رضی اللہ عنہ - قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " مَنْ قَرأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَکَاَنَّمَا قَرأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ[1] (رواہ احمد والضیاء المقدسی فی المختارۃ ورجالہ رجال الصحیح واللہ اعلم بالصواب۔)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کی تلاوت کی گویا اُس نے تہائی قرآن کی تلاوت کی۔

حدیث (۳)

عن علی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مَرَّۃً فَکَاَنَّمَا قَرأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰن ۔ وَمَنْ قَرأَھَا مرتین فَکَاَنَّمَا قَرأَ ثُلُثَیِ الْقُرْاٰنِ ، وَمَنْ قَرأَھَا ثَلَاثًا فَکَاَنَّمَا قَرأَ الْقُرْاٰن کُلَّہٗ[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی نے قل ھو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھی تو گویا اُس نے تہائی قرآن پڑھا اور جس کسی نے دو مرتبہ اسے پڑھا تو گویا اُس نے دو تہائی قرآن پڑھا اور جس کسی نے اسے تین بار پڑھا تو گویا اُس نے تمام قرآن پڑھا۔

سوتے وقت پڑھنے کی فضیلت

حدیث (۴)

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو بستر

[1] مسند امام احمد بن حنبل ۵/۱۴۱ - درمنثور ۶/۴۱۱

[2] جمع الجوامع السیوطی ۱/۸۲۱

جَنْبَكَ عَلَى الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ فَقَدْ آمَنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتِ [1] رواہ البزار

پر لیٹ کر سورۃ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھ لے تو تُو موت کے ماسوا ہر چیز سے محفوظ ہو جائے گا۔

عن عائشة رضی الله عنها - ان النبی صلّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا آوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ قل هوالله احد وقل اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" وَقُلْ اعوذ برَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ [2] (رواہ البخاری فی الطب والادب، والترمذی وابن ماجة فی الدعاء والنسائی فی التفسیر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم روزانہ جب اپنے بستر پر سونے کے لیے تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا فرماتے پھر قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ان پر دم کرتے اور اپنے سر اور چہرہ سے شروع فرما کر اپنے جسم کے اگلے حصّہ پر جہاں تک ہو سکتا انہیں پھیر لیتے۔ اس طرح آپ تین مرتبہ فرماتے۔

وَرَوٰى ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ، فَاِذَا قُبِضَ، قُبِضَ شَهِيْدًا وَ اِنْ عَاشَ، عَاشَ مَغْفُوْرًا

ابن مردویہ نے ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے سوتے وقت قُل ھواللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) تین بار پڑھ لیں تو اگر اسے اس رات موت آگئی تو شہادت کی موت مرے گا اور اگر زندہ رہا تو تمام گناہوں

---

[1] مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۱ [2] بخاری۔ باب فضائل القرآن۔ ترمذی وابن ماجہ باب الدعاء

لَہٗ، [1]

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خُبَیْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اِقْرَأْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَین حِین تُصبِحُ وتُمسی ثلاثًا تکفیكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ [2]

سے پاک ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا صبح و شام تین تین بار قل ھواللہ احد اور معوذتین پڑھا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہوں گی۔

جمعہ کے دن سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

حدیث (۵)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قَالَ رسول اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم "من قرأ بعد صلاۃِ الجمعۃِ قُل ھواللہ احد وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَ قُل اَعُوذُ بِربِّ النَاسِ سَبْعَ مراتٍ اعاذہ اللہ مِنَ السُّوءِ الی الجُمعۃ الاُخریٰ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے جمعہ کی نماز کے بعد قل ھواللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ تک ہر برائی سے اُسے محفوظ رکھیں گے۔

و رواہ سعید بن منصور عن مکحول قال مَنْ قَرَأَ فاتحۃ الْكِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَبْلَ

(صاحب سنن) سعید بن منصورؒ نے مکحول سے روایت کیا انھوں نے فرمایا کہ جس کسی نے جمعہ کے روز (جمعہ کی نماز کے سلام کے بعد) گفتگو کرنے سے قبل سورۃ فاتحہ، معوذتین اور قل ھواللہ احد سات سات مرتبہ پڑھیں تو

[1] تفسیر قرطبی [2] طبقات ابن سعد ۴/ ۳۵۱ - ابوداؤد باب الادب - ترمذی باب الدعوات نسائی۔
[3] عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۳۷۷

اَنْ یَّتَکَلَّمَ کَفَّرَ اللّٰہُ عَنْہُ مَابَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ۔ وفی لفظ عن ابن زنجویہ فی فضل الایمان عن ابن شھابٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ حِیْنَ یُسَلِّمُ الْاِمَامُ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ سَبْعًا سَبْعًا کَانَ ضَامِنًا ھُوَ وَمَالُہٗ مِنَ الْجُمُعَۃِ اِلَی الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی[1]۔

اللہ تعالیٰ انھیں دونوں جمعوں کے مابین گناہوں کا کفارہ کردیں گے۔ ابن زنجویہ نے ابن شہاب سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ آپ نے فرمایا" جس کسی نے قل ھو اللہ احد اور معوذتین کو جمعہ کی نماز کے بعد امام کے سلام پھیرنے کے وقت کسی سے گفتگو کیے بغیر سات سات بار پڑھا تو وہ خود اور اس کا مال اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے لیے محفوظ ہوگیا۔

وفی لفظ عند ابی عبید وابن ابی شیبۃ وابن الضرلیس عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما قَالَتْ مَنْ صَلَّی الْجُمُعَۃَ ثُمَّ یَقْرَأُ بَعْدَھَا قُلْ ھو اللہ احد والمعوذتین سَبْعًا سَبْعًا حُفِظَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی مِثْلِہٖ[2] وفی روایۃٍ وَالْفَاتِحَۃَ۔

ابوعبید، ابن ابی شیبہ اور ابن الضریس نے اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ انھوں نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد قل ھو اللہ احد اور معوذتین سات سات بار پڑھیں تو اس مجلس (جمعہ) سے اگلی مجلس (جمعہ) تک اس کی حفاظت کر دی گئی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ فاتحہ بھی پڑھے۔

---

[1] کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۰۵۹۸۵ [2] مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۵۵۷۵

مولانا عُبید اللہ سندھی مرحوم

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حُسین احمد مدنی رحمہ اللہ

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ پر ــــ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کا ایک تاریخی مضمون جو اخبار مدینہ بجنور میں ۱۹۴۵ء میں شائع ہُوا تھا۔ اس کی فوٹو کاپی حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب البرنی مدظلہم نے ارسال فرمائی اور ایک خط بھی تحریر فرمایا جس میں موجودہ حالات میں اس مضمون کی اشاعت پر زور بھی دیا تاکہ نئی نسل دینی نظریاتی اور تاریخی اعتبار سے افراط و تفریط سے محفوظ رہے۔ لہٰذا حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہم کا خط اور مذکورہ مضمون نظرِ قارئین ہیں۔ (مدیر)

مکتوب گرامی مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بنام مولانا سیّد رشید میاں صاحب

بگرامی خدمت جناب مولانا سیّد رشید میاں صاحب دامت برکاتہم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمّید ہے بخیر ہوں گے

جیسا کہ پُرانے حضرات کو معلوم ہے مولانا عبید اللہ سندھی ایک بزرگ حضرت شیخ الحدیث (شیخ الہندؒ) قدس سرہ کے خاص تلامذہ میں سے تھے، تحریر ہند (ہندوستان کی آزادی) کی مساعی کے سلسلہ میں وہ باہر چلے گئے تھے اسی سلسلہ میں افغانستان میں بھی رہے۔ رُوس بھی گئے، مکّہ معظّمہ میں بھی قیام کیا، یہاں وہ حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ پچیس سال کی جلاوطنی کے بعد ۱۳۵۶ھ یا ۱۳۵۷ھ واپس ہندوستان آئے۔ احقر اس وقت مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں پڑھتا تھا، مدرسہ شاہی مرادآباد

کے اکابر نے ان کا بہت بڑا استقبال کیا، دیگر اکابر کے علاوہ مولانا سندھی نے بھی چند منٹ تقریر فرمائی۔ اس کے بعد انھوں نے جامعہ ملیہ دہلی میں قیام کیا وہاں انہیں متعدد تلامذہ مل گئے اور ان کی باتیں شائع ہونے لگیں جن میں بہت سی باتیں ایسی تھیں جو اہلِ علم کو گوارا نہ تھیں اور اس پر تنقید ہونے لگی اور کتابیں چھپنے لگیں، ایک کتاب کا نام ابھی تک یاد ہے جس کا نام تھا "عبیداللہ سندھی اور ان کے ناقد"

احقر مظاہر علوم سے فارغ ہو کر بعض مدارس میں درس دینے لگا۔ ۱۳۶۴ھ کی بات ہے۔ کھتور ضلع میرٹھ میں پڑھاتا تھا۔ ایک دن جو ایک بزرگ کی دُکان پر گیا وہاں اخبار مدینہ سہ روزہ (بجنور) رکھا ہوا دیکھا۔ اُٹھا کر پڑھنے لگا تو شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مضمون نظر سے گزرا جو مولانا عبیداللہ سندھی سے متعلق تھا (اس بات کو یہاں تک رہنے دیجیے) اب اگلی بات سُنیئے چند سال سے ایسی خبریں سُننے میں آرہی ہیں کہ

مولانا سندھی کے افکار و انظار کا پاکستان کے عربی مدارس کے طلبہ میں چرچا ہو رہا ہے اور طلبہ کی بعض جماعتیں فکری جماعت کے نام سے معروف ہو رہی ہیں۔ مجھے پُرانی بات یاد آگئی۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دام ظلہم سابق مدیر اخبار مدینہ بجنور کو خط لکھا اور حافظہ میں جو تاریخیں حضرت مدنی رحمہ اللہ کا مضمون شائع ہونے کی تھیں۔ وہ ان کو لکھ کر بھیجیں اور مضمون کا فوٹو طلب کیا، اُنھوں نے مہربانی فرما کر وہ مضمون بھیج دیا ہے اس کی فوٹو کاپی آپ کو بھیج رہا ہوں آپ انوارِ مدینہ میں شائع فرما دیں تاکہ علماء و طلبہ کے سامنے دونوں رُخ آجائیں اور جس کسی کو کام آگے لے کر بڑھنا ہو علیٰ وجہ البصیرۃ آگے بڑھے۔

والسّلام

محمدؐ عاشق الٰہی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا بیان

ان دنوں کچھ عرصہ سے مولانا عبیداللہ صاحب سندھی مرحوم کے متعلق مختلف قسم کے مضامین پریس میں شائع ہو رہے ہیں جس کی بناء پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت الامر کو شائع کر دیا جائے تاکہ ناظرین اعتدال کی راہ اختیار فرماتے ہوئے افراط و تفریط سے بچ جائیں اور جن باتوں کو مذکورہ ذیل معروضات کی روشنی کے خلاف دیکھیں اس کی حقیقت سمجھیں، نیز ناظرین سے پُرزور درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کے اصل جذبات اور نصب العین کی قدر کرتے ہوئے (جو اُن کی عمر کا بہترین سرمایہ تھا، اور تادمِ مرگ ان کو ملک در ملک پھراتا رہا تھا) رائے قائم فرمائیں۔ مولانا عبیداللہ صاحب مرحوم نہایت ذکی الطبع اور سمجھ بوجھ والے جفاکش اور محنتی ابتدائی عمر سے واقع ہوئے تھے۔ عنفوانِ شباب کی غلط کاریاں اور لغو و بے معنیٰ حرکات جو اس زمانہ میں نوجوانوں میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ مرحوم میں ان کا وجود نہ تھا۔ ان کا تمام زمانۂ طالب علمی استقامت اور اعتدال سے مزیّن رہا۔ کتب بینی اور مشاغل علمی میں انہماک رکھتے تھے۔ حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہٗ العزیز ان کی ذکاوت اور علمی دل چسپی اور فقاہت ہی کی بناء پر ان سے بہت زیادہ مانوس رہتے تھے۔ ابتداء ہی سے ان کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خاندان کے عُلماء رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصانیف سے بہت شغف تھا۔ مرحوم ان کتابوں اور رسائل کو بغور اور جدوجہد کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ تاآنکہ اکثر مضامین ان کتب کے ان کو ازبر ہوگئے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں کتابیں ختم کرنے کے بعد اُن کا سندھ کے علمی مراکز میں قیام رہا اور اُس زمانہ کے وہاں کے اکابر طریقت سے بھی تعلق شدید رہا۔ اُنھوں نے علم ظاہر کے مشاغل کے ساتھ تصوف کے مراحل میں بھی مُدّتوں دوڑ دھوپ تگ و دو جاری رکھی جس کا اثر ان پر نمایاں ظاہر ہوتا تھا جن لوگوں نے ان کو ۱۳۲۶ھ سے اور اس کے مابعد کے زمانہ میں دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مولانا موصوف عموماً ساکت و صامت رہتے تھے۔ فضول گوئی اور لایعنی امور سے نہایت محترز اور مشاغل قلبیہ اور معارف علیہ میں منہمک عبادات اور اعمال صالحہ کے دلدادہ بزرگانِ دین اور اکابر اُمّت کے انتہائی مخلص اور ان کے عقیدت مند پائے جاتے تھے ان کی ہر ہر حرکت و سکون اور ہر ہر قول و عمل سے متانت اور ذہانت ٹپکتی تھی

قرآن شریف کی حرمت اور احادیثِ نبویہ اور کُتبِ دینیہ فقہیہ وغیرہ کی اشاعت وتعلیم ان سرمایۂ حیات تھا اُن پر زر و مال جاہ اور عزّت کا کوئی اثر نہ تھا۔ روپیہ کو ٹھیکری بلکہ مینگنی کی طرح سمجھتے تھے اور جاہِ دنیاوی اور عزّت فی الخلق کو لاشی محض خیال کرتے تھے۔ امراء اور اہلِ دولت سے ان کو وابستگی تو درکنار نفرتِ تامہ تھی۔ غرباء اور فقراء طلبہ اور اہلِ اللہ سے اُن کو انسِ عظیم تھا۔ دن رات اسی اصلاحِ عقائد و اعمال کی ترقی کی فکر اور اُمّتِ مسلمہ کی مغربی زہر آلودہ تعلیم اور الحاد و بے دینی کے وبائی جراثیم سے حفاظت ان کا مشغلہ اور نصب العین تھا۔ اسی نصب العین کے ماتحت دارالعلوم کی ترقی کے لیے وہ سندھ سے دیوبند آئے اور حضرت شیخ الہندؒ کے ارشاد سے اُنھوں نے جمعیۃ الانصار قائم کی اور اسی کے لیے اُنھوں نے دہلی میں مدرسہ معارف القرآن کی بناڈالی اس زمانہ میں ان کا سونا جاگنا اُٹھنا بیٹھنا اس نصب العین کے زیرِ سایہ رہتا تھا، مگر کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ جنگِ طرابلس اور بلقان کے رُوح فرسا اور اطمینان کش واقعات پیش آئے، جنھوں نے سابقہ جنگِ روم وروس اور جنگِ یُونان وغیرہ پر یورپین اقوام کی غیر منصفانہ اور وحشیانہ بے راہیوں سے پیدا ہونے والے اور غیر مندمل زخموں میں نہایت زیادہ نمک پاشی کی اور حساس مُسلمانوں بالخصوص حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ العزیز کے عقیدت مندوں میں انتہائی قلق اور بے چینی پیدا کردی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر باغیرت مُسلمانوں نے اسی تاثیرِ قوی کے ماتحت ہلال احمر کے لیے چندہ کی تحریک کی جس پر مُسلمانانِ ہند نے عموماً لبّیک کہا مگر اس پر باخبر حلقوں اور سمجھ دار طبقوں میں اطمینان کی کوئی صُورت پیدا نہ ہوسکی اور نہ قلق و اضطراب میں کوئی کمی ہُوئی۔ ادھر مضامین "الہلال" نے جو اس زمانہ میں نہایت پُرزور اور پُر اثر تحریر کے شائع ہوتے تھے۔ یقین دلادیا کہ برطانوی سامراج نہ صرف اسلام اور مُسلمانوں کا بدترین دُشمن ہے بلکہ اس کو عالم وجود سے بھی ہٹادینا چاہتا ہے۔ اس لیے بجز آزادیٔ ہندوستان کوئی صُورت ممالکِ اسلامیہ کی امداد اور خود مسلمانانِ ہند بلکہ تمام اہلِ ہند کی مشکلات کے حل ہونے کی نہیں ہوسکتی۔ انہی جذبات اور تاثرات نے جن میں حضرت شیخ الہندؒ سرشار ہورہے تھے۔ اُن کے باغیرت اور باہمّت دل میں بے چینی اور اضطراب کی موجیں مارنے والی لہریں پیدا کردیں اور مجبور کردیا کہ خود ہی سربکف ہوکر آزادی کے میدان میں کودیں اور دوسروں کو بھی کودائیں۔ اُنھوں نے مولانا عبیداللہ کو بیدار کرتے ہُوئے اس قدر متأثّر کیا کہ مولانا عبیداللہ صاحب اپنے سابق نصب العین سے تقریباً ہٹ گئے اور آزادیٔ ممالکِ اسلامیہ بالخصوص آزادیٔ ہند اُن کا نصب العین ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں اَب ان کی زندگی، اُٹھنا

بیٹھنا، سونا، جاگنا، سوچ بچار صرف آزادیٔ ہندوستان اور آزادیٔ ممالکِ اسلامیہ ہوگئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں جنگِ عظیم کی گھنگھور گھٹاؤں نے دُنیا کو گھیر لیا یہ حالت ایسی نہ تھی کہ اس قسم کے قلب ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ میں نہ آئیں، وہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے موافق تگ و پو کرنے لگے۔ بالآخر اسی تاثر میں مولانا عبیداللہ صاحب مرحوم کابل اور حضرت شیخ الہندؒ حجاز پہنچے۔ مولانا عبیداللہ صاحب کا یہ جذبۂ آزادی روز افزوں ترقی کرتا رہا اور اس قدر اس میں غلو ہوگیا کہ اگر اس کو جنون کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ افکار تھے تو اسی کے، زبان پر ذکر تھا تو اسی کا تدبیریں تھیں تو دن رات اسی کی۔ اعمال تھے تو اسی کے۔ کابل میں پہنچنے کے بعد مرحوم نے امیر حبیب اللہ خان صاحب مرحوم اور ان کے حاشیہ نشینوں سے اس مقصد کے ماتحت تعلقات قائم کر کے اپنی اُمیدوں کی شمعوں کو روشن کیا۔ مگر امیر حبیب اللہ مرحوم کی شہادت نے ان کی تمام شمعوں کو بُجھا دیا۔ آپ کی حسرت و یاس کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ تاہم چونکہ فطرت نے ان کو لوہے کا قلب اور نہ تھکنے والا دماغ دیا تھا۔ وہ اپنی جدّ و جہد میں مصروف رہے اور یہ شدید مایُوسی بھی اُن کے اعضاء کو بیکار نہ کرسکی۔ جب امیر امان اللہ خاں سربر آرائے سلطنت ہوگئے تو موصوف نے اپنی جدو جہد کا مرکز اُن کی ذاتِ ستودہ صفات کو قرار دیا۔ افغانستان کی جنگِ آزادی میں مرحوم کی اسکیموں اور کوششوں کا بڑا حصہ تھا، چنانچہ ایک مشہور جنگی انگریز افسر کا قول ہے کہ یہ کامیابی افغانستان کی نہیں ہے بلکہ عبیداللہ کی فتح ہے۔ یقیناً جو اسکیم جنگ کی تیار کی گئی تھی۔ وہ اگر بروئے کار آجاتی اور خیانتیں نہ ہوتیں تو عظیم الشان کامیابی ہو جاتی، مگر مشرقی کمان کی خیانت نے تمام کی کرائی محنت تقریباً برباد کر دی۔ تاہم یہ نتیجہ ضرور ہُوا کہ افغانستان کی مکمّل آزادی تسلیم کر لی گئی۔ یہ دوسرا سخت صدمہ تھا جو کہ مولانا عبیداللہ صاحب کے بے چین اور مضطرب قلب کو مشرقی کمان کی شکست اور خیانت سے لگا۔ مولانا عبیداللہ صاحب کی سرگرمیاں اور اُن کی ذہنی رسائی اور اعلیٰ درجہ کی اسکیمیں ایسی نہ تھیں کہ برطانوی لوگوں کو ان کی طرف سے مطمئن رکھتیں۔ بالآخر ان کو کابل اور افغانستان سے نکل جانا پڑا، حالانکہ افغانستان کی مکمّل آزادی تسلیم کی جا چکی تھی۔ یہ تیسرا دھکا تھا جس کو سخت صدمہ ان کو برداشت کرنا پڑا۔ جنگ عظیم کے زمانہ میں ترکی حکومت کی شکست اور عراق، شام، فلسطین، حجاز، یمن، نجد وغیرہ کا خلافتِ اسلامیہ سے جُدا ہو جانا اور صلیبی اقتدار کے ماتحت آجانا کوئی معمولی صدمہ نہ تھا۔ اس نے ہر مسلمان کے قلب پر نہایت زہریلے سانپ لوٹائے، بالخصوص اصحابِ حمیت اور باغیرت مُسلمانوں کو تو انتہائی

کلفت پیش آئی۔ مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم کے قلب اور دماغ پر اس کا جو کچھ اثر ہُوا وہ سوائے خداوند کریم کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ وہ چوتھا عظیم الشان صدمہ تھا جس کو اُنکے قلب اور دماغ کو برداشت کرنا پڑا۔ مولانا مرحوم افغانستان سے جُدا ہوکر رُوسی ممالک میں پھرتے ہُوئے بخارا، ماسکو اٹلی۔ استانبول وغیرہ پہنچے اور سالہا سال ان سخت سے سخت سرد اور اجنبی ملکوں میں سرگرداں اور پریشان رہے اعزا اور اقربا ساتھ نہ تھے۔ یار اور احباب ہمدردی کرنے والے موجود نہ تھے۔ مال و متاع جس سے غربت اور مسافرت کی مشکلات حل ہوجاتی ہیں موجود نہ تھا۔ نیز کہیں سے خبر گیری اور امداد کی جھلک بھی نہ تھی۔ اُستاد مرحوم (حضرت شیخ الہندؒ) جن کا سہارا ظاہری شمار کیا جا سکتا تھا مالٹا میں قید تھے۔ پے در پے مہینوں فاقے کرنے پڑے۔ میل ہا میل پیدل چلنا پڑا۔ برف سے ڈھکے ہُوئے ملکوں میں جاڑے کی سخت تکالیف جھیلنی پڑیں۔ تنہائی اور کس مپرسی کا عذاب برداشت کرنا پڑا۔ غیر مسلم ناواقف، زبان نہ جاننے والے اجانب میں بسر کرنا پڑا۔ ان عظیم الشّان صدمات اور جانگداز احوال میں مولانا مرحوم کا زندہ واپس آجانا قدرت کے اعجوبات میں سے نہیں تو کیا ہے؟ وطن اور مذہب کی آزادی کے لیے اور بھی متعدد اشخاص نے مشکلات اور مصائب جھیلے ہیں، مگر مولانا عبید اللہ مرحوم کی سی مشکلات کس نے جھیلیں؟ اگر غور کیا جائے تو پہاڑ اور ذرّہ کا فرق پایا جائے گا۔ ان مصائبِ عظیمہ غیر متناہیہ نے اگرچہ موت کے گھاٹ تک مولانا کو پہنچانے میں شکست کھائی اور مولانا کی سخت جانی ہی غالب رہی۔ تاہم وہ مولانا کے قلب اور دماغ کو متأثر کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ مولانا دماغی توازن کھو بیٹھے۔ صبر و تحمل۔ حلم و بردباری، استقلال و گرانباری وغیرہ نے جواب دیدیا۔ فکر و غور اور جودتِ طبع جو کہ مولانا مرحوم کو مضامینِ عالیہ اور سیاساتِ مُدُنِیَّہ کی عمیق سے عمیق گہرائیوں تک پہنچانے والے تھے۔ وہ تقریباً کافور ہوگئے۔ مولانا مصائب جھیلتے ہُوئے جب حجاز میں پہنچتے ہیں اور حکمران سے ملاقات کا شرف حاصل ہُوا ہے تو اُن کی حالت دیکھ کر ہمارے تعجب و تحیر کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ہم نے دیکھا کہ مولانا کی وہ ذہانت اور ذرافت وہ حلم اور بردباری وہ سکون اور سکوت جس کو ہم پہلے مشاہدہ کرتے تھے۔ سب کے سب تقریباً رُخصت ہو چکے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر خفا ہوجاتے ہیں۔ چیخنے، چلاّنے لگتے ہیں۔ غصّہ آجاتا ہے۔ باتیں بہت زیادہ کرنے لگتے ہیں۔ بسا اوقات ایک ہی مجلس میں متضاد اور مخالف امور فرماتے رہتے ہیں۔ ہندوستان تشریف لانے کے

بعد بھی ان کے احوال متضادیہ میں کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ کچھ اضافہ ہی رہا۔ جس کی بنار پر ہم کو یقین ہوگیا کہ مولانا کے دماغی توازن پر کاری اثر پڑا ہے اور کیوں نہ ہو جو ناساز احوال اور گوناں گوں صدماتِ عظیمہ ان کو پیش آئے تھے، اُن کا یہ اثر بہت ہی کمترین اثر تھا، چنانچہ متعدّد مجالس میں خود مولانا بھی اس کے مقر ہوئے، ایسے احوال میں یقیناً ہر چیز کا جادۂ اعتدال و استقامت سے ہٹ جانا اور جملہ شیون میں اختلال پیدا ہو جانا طبعی بات ہے، چنانچہ یہ دماغی انقلاب نہ صرف مولانا کی سیاسیات ہی تک محدود رہا۔ بلکہ علمی اور مذہبی تقاریر اور تحریرات تک بھی متجاوز ہوا۔ اور اسی امر نے مولانا کی اعلیٰ قابلیت اور پیش از پیش قربانیوں کے ہوتے ہوئے ہندوستانی پبلک اور سیاسی رہنماؤں میں اس رتبہ اور پوزیشن کو مولانا مرحوم کے لیے حاصل نہ ہونے دیا جس کے وہ یقیناً مستحق تھے۔ مولانا کا کلام ان کی شدّت ذکاوت اور مہارت علمی کی بنار پر پہلے ہی بہت زیادہ اَدَقّ ہوتا تھا جس کو سمجھنے کے لیے اہلِ علم وفہم کو بھی غیر معمولی غور و فکر کی ضرورت ہوتی تھی۔ اُن کے قابل اور غیر معمولی دماغ

سے اس آخری دَور میں بھی جبکہ وہ مصائب کی بوقلمونیوں کا شکار ہو چکا تھا۔ برسہا برس کی جدوجہد اور اعلیٰ استعداد کی بنار پر سیاسی اور نظری حقائق بھی ظہور پذیر ہوتے رہے جو اہلِ فکر کے لیے دعوتِ فکر و نظر کا سامان تھے ان سے اصحاب فہم حضرات اُصولی طور پر پرکھ کر صحیح نتائج کا استخراج کر سکتے ہیں مگر اب اس حادثہ کی بنار پر اور بھی زیادہ الجھن پیدا ہونے لگی، چنانچہ مشاہدہ ہے۔ بنابریں تمام اہلِ فہم اور اربابِ قلم وعلم سے پر زور درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کی کسی تحریر کو دیکھ کر اس وقت تک اس پر کوئی حتمی رائے قائم نہ فرمائیں جب تک کہ اس کو اُصول اور مسلّمات اسلامیہ ضروریاتِ دین اور عقائد و اعمالِ اہلِ سُنّت والجماعت کے زرّیں قواعد و تالیفات پر پرکھ نہ لیں اور علیٰ ہٰذا القیاس مولانا کے کسی کلام کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم حضرت مولانا محمدّ قاسم صاحب مرحوم، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اسلاف و اکابر دیوبند کا مسلک ہی نہ سمجھیں جب تک کہ وہ اسی کسوٹی پر اس کو کس نہ لیں۔ یہ حضرات اکابر جملہ عقائد و اعمال میں خواہ وہ فروع سے تعلق رکھتے ہوں یا اُصول سے سلفِ صالحین اور ان کے اُصول و قوانینِ مسلمہ اہل سُنّت والجماعت ہی کے تابع ہیں اور اسی کی تعلیم و تلقین کرتے رہے ہیں۔ واللہ الموفق ربنا ارنا الحق حقاً وا رزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وا رزقنا اجتنابہ آمین

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

حضرت حاتم اصمؒ اور قاضیِ رَیؒ کے درمیان مکالمہ

حضرت حاتم رحمہ اللہ تیسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ حضرت شقیق بلخیؒ (م ۱۹۸ھ) کے شاگرد اور حضرت احمد بن خضرویہ (م ۲۴۰ھ) کے استاذ ہیں، آپ زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے۔ خلق اللہ کی خیر خواہی اور وعظ و نصیحت آپ کا مشغلہ تھا، بقول علّامہ ذہبیؒ کے آپ کو اس اُمّت کا "لقمان" کہا جاتا تھا[1]۔ ابو نُعیم اصفہانی (م ۴۳۰ھ) نے "حلیۃ الاولیاء" میں تفصیل سے آپ کے حالات لکھے ہیں، یہاں ہم اسی کتاب کے حوالہ سے حضرت حاتمؒ اور قاضیِ رَیؒ محمّد بن مقاتل کے درمیان پیش آنے والا ایک مکالمہ ذکر کر رہے ہیں جو ہمارے لیے سبق آموز بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔ ابو نُعیمؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"بلخ سے حاتمؒ حج کے ارادہ سے نکلے، راستہ میں شہر رَےؒ میں ٹھہرے ایک تاجر کے مہمان تھے۔ تاجر نے ایک دن اُن سے پُوچھا کہ شہر کے ایک عالم بیمار ہیں میں اُن کی عیادت کے لیے جا رہا ہوں۔ حاتمؒ نے کہا کہ عالم ہیں تو میں بھی چلتا ہوں۔ کیونکہ فقیہ کی عیادت کی بڑی فضیلت ہے بلکہ —— اَلنَّظَرُ اِلَی الْفَقِیْہِ عِبَادَۃٌ فقیہ کی طرف تو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۴۸۵

دراصل یہ رَےؔ کے قاضی القضاۃ محمد بن مقاتل تھے اس زمانے میں بیمار ہو گئے تھے۔

جب تاجر کے ساتھ قاضی صاحب کے دروازے پر حضرت حاتم اصمؒ پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ کیا ہے وہ تو بڑی عظیم الشّان ڈیوڑھی کا آستانہ ہے۔ حاتمؒ سوچ میں پڑ گئے۔ اور بولے

"بَابُ عَالِمٍ عَلٰی ھٰذِہِ الْحَالِ" ایک عالم کے دروازہ کا حال؟

اتنے میں اندر سے طلبی آئی ڈیوڑھی میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ:

پھولوں کا چمن ایک طرف ہے فوّارے سے پانی
اچھل رہا ہے، آگے ہر ہر کمرے کے سامنے پردے
پڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں کا ایک مجمع ہے (یعنی
نوکروں چاکروں کا)

حاتم اصمؒ کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی آخر قاضی صاحب کے سامنے پہنچے دیکھا کہ:

ایک مکلّف گدّا بچھا ہوا ہے اُس پر قاضی صاحب آرام فرما رہے ہیں اور اُن کے سرہانے قطار باندھے غلام کھڑے ہیں۔ مہمانوں کو دیکھ کر قاضی صاحب اپنی مسند پر بیٹھ گئے اور حاتم اصم رحؒ سے بھی کہا کہ تشریف لائیے، بیٹھیے، لیکن وہ کھڑے ہی رہے۔ جب قاضی صاحب نے بیٹھنے پر اصرار کیا اور ان کو دیکھا کہ انکار پر مصر ہیں تو حاتم رحؒ سے پوچھا کہ کیا آپ کسی ضرورت سے تشریف لائے ہیں؟ بولے ہاں! قاضی نے کہا تو فرمائیے کیا ضرورت ہے؟ حاتمؒ نے کہا کہ ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں، قاضی نے کہا پوچھیے، بولے ذرا اطمینان کے ساتھ آپ بیٹھ جائیے، غلام سامنے کھڑے تھے، تکیے قاضی صاحب کی پیٹھ کے پیچھے رکھ دیئے گئے اور اُن ہی سے ٹیک لگا کر وہ بیٹھ گئے انتظار

کرنے لگے کہ حاتم رح کیا پوچھتے ہیں۔ پھر یہ مکالمہ دونوں میں شروع ہُوا۔

حاتم رح: آپ نے یہ علم کن لوگوں سے سیکھا ہے؟

قاضی: بڑے بڑے معتبر اساتذہ سے۔

حاتم رح: ان کے پاس علم کہاں سے آیا تھا؟

قاضی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ رض سے

حاتم رح: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ان کے پاس علم کہاں سے آیا تھا۔

قاضی: جبرئیل علیہ السّلام لائے تھے۔

حاتم رح: ہاں! تو ذرا یہ فرمایئے آپ کے پاس علم کا جو ذخیرہ ہے وہی ذخیرہ جسے اللہ سے جبرئیل نے پایا اور جبرئیل نے رسول اللہ کو پہنچایا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ ذخیرہ صحابہ رض تک پہنچا ———— اور صحابہ رض سے آپ کے بڑے بڑے معتبر اساتذہ تک پہنچا، اس ذخیرے میں کہیں اس کی بھی اطلاع دی گئی ہے کہ جس کا گھر امیروں کے گھر کے مانند ہوگا اور جس کے پاس امیرانہ ٹھاٹ باٹ ہوگا۔ اللہ کے نزدیک اسی کا مرتبہ سب سے زیادہ بلند ہوگا۔؟

قاضی: نہیں یہ تو مَیں نے نہیں سُنا۔

حاتم رح: یہ نہیں سُنا تو پھر کیا اس کا علم بھی آپ تک پہنچا ہے یا نہیں کہ دُنیا سے رُخ پھیر کر آخرت کی تعمیر میں جو زیادہ مشغول رہیں گے اور غربا و مساکین سے جو زیادہ محبّت کریں گے اور آئندہ زندگی کی تیاری کرتے رہیں گے خُدا کے نزدیک ان ہی کا مرتبہ بلند ہوگا؟ اسی کے ساتھ حاتم اصم رح کو جوش آیا اور اسی جوش میں فرمانے لگے۔

"تم نے اپنے آپ کو کن لوگوں کی زندگی سے مطمئن کر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ رض اور اُمّت کے صالحین کی زندگی سے؟ یا فرعون اور نمرود کی زندگی میں تمہارے قلب نے اطمینان کو پایا ہے وہی فرعون وہی نمرود جس سے اینٹ اور چونے کی تعمیر کی ابتدا ہوئی۔"

قاضی ابن مقاتل سُن رہے تھے اور حاتمؒ فرماتے جاتے تھے کہ

"اے علماءِ سوء، تم ہی جیسوں کو ایک بیچارا غریب جاہل مُسلمان دُنیادار دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ جب عالم اس حال میں ہے تو پھر اپنے آپ کو مَیں اس سے زیادہ بُرے حال میں نہیں پاتا؟"

کہتے ہیں کہ بیچارے قاضی صاحب کے ہوش حاتمؒ کی اس تقریر سے جاتے رہے بجائے گھٹنے کے بیماری میں اور اضافہ ہوگیا۔ اسی حال میں چھوڑ کر حاتمؒ ان کے گھر سے باہر نکل آئے۔[1]

ابونُعیم آگے لکھتے ہیں کہ "اہلِ رَے کو جب اس واقعہ کا علم ہُوا تو اُنھوں نے حضرت حاتمؒ سے عرض کیا کہ: حضور؛ قزوین کے طنافسی عیش پرستی میں اِن سے کہیں آگے بڑھے ہُوئے ہیں۔ حضرت حاتمؒ طنافسی کے پاس پہنچے، اور ایک ناواقف کی شکل میں قاضی طنافسی سے وضو کرنے کا طریقہ پُوچھا، اُنھوں نے بتلا دیا، بولے کہ مَیں آپ کے سامنے وضو کرکے دکھاتا ہوں کوئی غلطی رہ جائے تو دُرست کر دیجیے گا۔ یہ کہہ کر وضو کرنے لگے، ابتداء میں تو تین تین دفعہ ہر عضو کو دھویا جب ہاتھ دھونے کی باری آئی تو بجائے تین دفعہ کے چار دفعہ ہاتھوں کو دھویا۔ طنافسی نے ٹوکا کہ تم نے غلطی کی، بولے کیا غلطی ہُوئی، قاضی نے کہا کہ تین بار سے زیادہ دھونا پانی کو بیکار ضائع کرنا ہے اور شریعت میں اس کو بھی اسراف (فضول خرچی) قرار دیا گیا ہے۔ تب حاتمؒ نے سر اُٹھایا اور کہنے لگے کہ سبحان اللہ قاضی صاحب میں غریب آدمی تو ایک چُلّو بہا کر اسراف کا مرتکب ٹھہرایا گیا اور جناب والا نے یہ طمطراق جو اکٹھا کر رکھا ہے آخر یہ کیا ہے؟

قاضی طنافسی سمجھ گئے کہ حاتمؒ کا مطلب وضوء کا طریقہ سیکھنا نہیں بلکہ اُنھیں متنبّہ کرنا تھا، چنانچہ اُن پر اس کا اتنا اثر ہُوا کہ گھر گئے تو چالیس دن تک

---

[1] حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۸۰

باہر نہیں نکلے۔[1]

افغانستان کے شہر "بلخ" کے نواح میں ۲۳۷ھ میں حضرت حاتمؒ کا انتقال ہوا۔

محمود و ایاز

محمود و ایاز دو ایسی ہستیوں کے نام ہیں جنہیں اپنے کارناموں اور تعلقِ خاص کی بناء پر شہرتِ دوام حاصل ہے اور دونوں کا نام مخلوق کی زبان زد ہے، ان میں سے ایک سلطان محمود ہیں جو فاتح سومنات ہیں۔ دوسرے سلطان محمود کے انتہائی جاں نثار اور محبوب ترین غلام خواجہ احمد ایاز ہیں۔

خواجہ ایاز کا تذکرہ بڑے بڑے شعراء اور اُدباء نے اپنے کلاموں میں کیا ہے جس کی وجہ سے اُن کی شہرت بامِ عروج کو پہنچ گئی ہے۔ خواجہ ایاز سے ہمارا تعلق اس لحاظ سے بھی ہے کہ وہ شہر لاہور کے معمار ہیں۔ اُنھوں نے اپنے زمانہ میں شہر لاہور کو از سرِ نو آراستہ و آباد کیا تھا، ورنہ اُن سے پہلے یہ شہر بادشاہوں کی تاخت و تاراج کی وجہ سے کھنڈر کی شکل اختیار کر چکا تھا، اگر خواجہ ایاز کو شہر لاہور کا بانی کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا، خواجہ ایاز یوں تو معمولی شکل وصورت کے حامل نحیف ونزار انسان تھے، لیکن اپنی جاں سپاری اور وفاداری کی بناء پر سلطان محمود کے دل میں گھر کیے ہوئے تھے سلطان محمود کو آپ سے ازحد محبت تھی اور وہ آپ کو ہر وقت ساتھ رکھتے تھے۔ کتابوں میں سلطان محمود اور خواجہ ایاز کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ اُن میں سے دو ایک واقعات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔ ایک واقعہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۱ھ) نے "بوستان" میں ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"سلطان محمود غزنوی کے کسی درباری نے سلطان پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ ایاز میں کوئی ایسی خاص خوبی تو ہے نہیں پھر نہ معلوم بادشاہ اُس پر کیوں فریفتہ ہے؟ سلطان کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو اُسے بڑا غصہ آیا، لیکن اس نے فیصلہ کیا کہ مناسب موقع پر اس کا جواب دے گا، اتفاق سے جلد ہی ایک موقع پیدا ہوگیا، ایک دن دورانِ سفر قیمتی سامان سے لدے

---

[1] حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۸۱

ہوئے ایک اُونٹ کا پاؤں پھسلا تو وہ زمین پر گر گیا اور اُس پر لدا ہُوا سارا سامان گر گیا، سُلطان نے حکم دیا کہ اس بکھرے ہُوئے سامان میں سے جو شخص جو چیز اُٹھالے۔ وہ اُسی کی ہوجائے گی، یہ حکم دے کر سُلطان آگے بڑھ گیے اور اس کے تمام ہمراہی سامان لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ بس ایک ایاز اس کے ساتھ رہا، سُلطان نے پُوچھا، ایاز! تم نے بھی کچھ حاصل کیا؟ اس نے اَدب سے جواب دیا کہ مَیں نے کچھ حاصل نہیں کیا، کرتا بھی کیوں؟ مَیں تو آپ کے جلو میں تھا۔ آپ کی خدمت چھوڑ کر مال کو کیا جمع کرتا؟ سلطان نے حاسدوں کو بتلایا کہ ایاز کی یہی خُوبی ہے جس نے اُسے ہماری نظروں میں محبوب بنا رکھا ہے"۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے یہ حکایت لکھ کر دو شعر رقم فرمائے ہیں جو اس واقعہ کی گویا رُوح ہیں۔

گرت قربتے ہست در بارگاہ بخلعت مشو غافل از پادشاہ
خلافِ طریقت بود کاولیاء تمنا کنداز خدا جز خُدا[1]

اگر تجھے دربار میں قرب حاصل ہے تو پوشاک میں لگ کر بادشاہ سے غافل نہ ہو۔ یہ طریقت کے خلاف ہے کہ اولیاء اللہ خدا سے خدا کے ماسوا کی تمنّا کریں۔

دوسرا واقعہ مولانا روم رحمۃ اللہ نے مثنوی شریف میں ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ مولانا عبد الغنی پھولپوی رحمہ اللہ (م ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء) کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

"مولانا رومی رحمہ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایاز نام کا ایک بہت غریب شخص تھا، محمود بادشاہ نے اس کے اخلاقِ عالیہ کے سبب اس کو اپنا محبوب اور مقرب بنا لیا تھا، لیکن ایاز جس دن شاہ محمود کے یہاں حاضر ہوا تھا تو اس دن اس کے پاس صرف ایک پُرانی گدڑی تھی، اور ایک بوسیدہ پوستین تھا، جس کو ایاز نے ایک حجرے میں مقفّل کر دیا تھا، اور ہر روز تنہا

---

[1] بوستان ص ۱۰۵

اس حجرے میں داخل ہوتا اور اپنی گدڑی کو دیکھتا اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ کہتا تھا کہ" اے ایاز ایک وہ دن تھا کہ اسی بوسیدہ گدڑی میں تو یہاں آیا تھا اور آج تو مقرب بادشاہ ہے، دیکھ اپنی حقیقت کو مت بھولنا ، نظرِ عنایت شاہ کی تجھ پر بہت ہے، ناز اور تکبر میں مبتلا نہ ہونا ، بلکہ یہ شکر کا مقام ہے کہ یہی گدڑی پہننے والا آج مقرب اور محبوب سلطان ہے جس سے آج تمام وزراء و حکمران لرزتے ہیں، رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہوئی، سارے اراکینِ سلطنت کو پہلے ہی سے ایاز کے ساتھ حسد تھا کہ ایک معمولی غریب آدمی آج ہم سبھوں سے سبقت لے گیا اور اس سے بڑھ کر شاہ محمود کا کوئی مقرب اور محبوب نہیں ہے، حاسدین میں یہ چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ ایاز تنہا حجرہ میں جاکر کیا کرتا ہے اور حجرے کو ہر وقت مقفّل کیوں رکھتا ہے، ہو نہ ہو یہ خفیہ خفیہ شاہی خزانہ سے چرا چرا کر دولت جمع کر رہا ہے ، پس سلطان کو اس کی اس حرکت کی خبر کرنی چاہیے، تاکہ یہ تقرب ایاز کا عتابِ شاہی سے بدل جائے۔

پس سبھوں نے باہمی مشورہ کے بعد سلطان محمود کو خبر دی کہ حضور ایاز گندم نما جو فروش ہے، یہ آپ کا عاشق صادق نہیں ہے۔ یہ منافق ہے خزانہ شاہی سے اپنے خاص حجرے میں سیم و زر جمع کر رہا ہے۔

سلطان محمود کو ایاز کے متعلّق ایسی حرکت کا گمان تک بھی نہ ہوا، لیکن اراکین پر حجت تمام کرنے کے لیے اور ایاز کا مقامِ محبّت اور اس کی صداقت ظاہر کرنے کے لیے حکم نافذ کر دیا کہ آدھی رات کو ایاز کے حجرے کی تلاشی لی جائے اراکینِ سلطنت بڑے خوش ہوئے کہ آج رات میں ایاز کی قلعی کھل جاوے گی، اور اس کا تقرب ختم ہو جاوے گا۔

چنانچہ نیم شب کو اس کے حجرے کا تالا توڑا گیا اور حکّامِ سلطنت نے حجرے کے اندر تلاشی لی، لیکن بجز ایک پرانی گدڑی اور ایک بوسیدہ پوستین کے

حجرے میں کچھ نہ تھا، اور حاسدین نے حجرے کی زمین بھی اس شبہ سے کھودی کہ شاید زمین میں دفینہ ہو اور گدڑی کو دھوکہ دینے کے لیے ٹانگ رکھا ہو، بالآخر تلاشی لینے والے حکام تہیدست و نامراد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باصد شرمندگی معذرت اور معافی طلب کرنے لگے۔

محمود پر اس وقت ایاز کی محبّت میں ایک حال غالب ہوگیا، اور ایاز سے پُوچھا، کہ اے ایاز اس قدر اہتمام سے اس گدڑی اور پوستینِ بوسیدہ کو حجرے میں کیوں مقفل کر رکھا ہے؟ ایاز نے عرض کیا کہ حضور میں ہر روز اپنی اس گدڑی اور پوستینِ بوسیدہ کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہوں، اور نفس سے کہتا ہوں کہ اے ایاز تیری یہ تمام نعمتیں عزّت وشوکت سب عطاءِ شاہِ محمود ہے ورنہ اے ایاز تیری حقیقت ایک دن یہی گدڑی اور بوسیدہ پوستین تھی۔"[1]

سلطان محمود کی ۴۲۱ھ میں وفات ہوئی اور افغانستان کے شہر غزنیں کے قصرِ فیروزہ میں مدفون ہوئے، خواجہ ایاز ۴۴۹ھ میں شہر لاہور میں واصل بحق ہوئے چوک رنگ محل میں آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

[1] معرفت الٰہیہ ص۱۸۷

مَیں ہوں غلام اُنؐ کا

نعتیہ کلام

از شاعرِ اسلام سیّد امین گیلانی

صفحات ۱۷۶ قیمت ۱۰۰ روپے عمدہ کتابت خُوبصورت ٹائیٹل مضبوط جلد

عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

از سیّد سلمان گیلانی

ایوارڈ یافتہ حکومتِ پاکستان

دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے صفحات ۱۲۸ - قیمت -/۷۰ روپے

ملنے کا پتہ : ادارۃ السادات شرقپور روڈ شیخوپورہ